BROWN
BOOK ONLY

تصویر نور

یعنی سراپای مبارک باشمائل اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

مصنفہ

شمس العلماء خان بہادر نواب عزیز جنگ ولا تخلص

222456

سنہ ۱۳۳۸

اسکی رجسٹری ہو چکی ہے اور مصنف کے تمام حقوق محفوظ ہین

مطبع عزیز المطابع

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222456

UNIVERSAL
LIBRARY

تقریظ نتیجۂ کلکِ فضائل رقم حضرت مولانا مولوی سید نور الضیاء الدین صاحب مفتی مجلس عالیہ عدالت سرکارِ عالی

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

دورِ عثمانی کے برکات کا یہ بہترین یادگار ہے کہ شمس العلما خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر المتخلص بہ ولاؔ نے سراپائے اقدس حضرت سرورِ عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس خوبصورتی کے ساتھ تصنیف فرمایا جس کو دیکھ کر ہر ایک صاحبِ ایمان کے دل سے فرمانروائے عہد کے حق میں دعائے خیر نکلتی ہے جس کے عہدِ میمنت کی یہ خصوصیت اور برکت ہے کہ اہل کمال ایسے مبارک کاموں کی جانب متوجہ ہیں۔ لائق مصنف کی زبان کی سلاست اور حلاوت بندش کی چستی مضامین کی بلندی میں یہ مجموعہ نعت سراپا ممتاز ہے۔ اسکا عالمانہ انداز ہر ایک بند میں شاعری کے ساتھ محبت کا پہلو لئے ہوے اور عاشقانہ رنگ میں یہ کام فاضل مصنف ہی کا حصہ ہے۔ میری دعا ہے کہ مصنف کی یہ محنت مقبول بارگاہِ صمدی۔ وسیلۂ نجات اور ذریعۂ برکات ہو۔ آمین۔ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

تصویر پری است یا کہ نقشِ حورے	دارد ز تجلیش فروغِ طورے
تاریخ بگوش ہاتفِ طبعِ ضیاست	تصویرِ محمدی سراپا نورے
	۱۳۳۸ھ

تقریظ تاریخی ریختہ کلک بلاغت رقم جناب مولوی سید غلام جبار صاحب فاضل رکن مجلس عالیہ عدالت

هو العزیز

النقش من قلم الولا بلغ العلی بکماله

التصویر ذا کشف الدجی بجماله

ما احسن محسن مقاله

تاریخه للفاضل نقش محسن مقاله

تصویر نور محمد صلوا علیه واله

۱۳۳۸ھ

بندہ غلام جبار

۱۳۳۸ھ

فہرست مضامین تصویر نور

نشان سلسلہ	ابواب	نشان صفحہ
۱	۲	۳
۱	دیباچہ	۶
	باب اوّل متعلق بہ تعمیمات سراپاے مبارک	
۲	چہرۂ مبارک	۹
۳	جسم مبارک	۱۱
۴	پوست مبارک	۱۳
۵	رنگ مبارک	۱۴
۶	قامت مبارک	۱۵
۷	ملبوس مبارک	۱۷
۸	سایۂ مبارک	۲۰
۹	خوے مبارک (پسینہ)	۲۱
	باب دوم متعلق بہ تخصیصات سراپاے مبارک	
۱۰	سر مبارک	۲۳
۱۱	دماغ مبارک	۲۶

۱۲	گیسوے مبارک	۲۸
۱۳	فرقِ سرِ مبارک	۳۰
۱۴	جبینِ مبارک	۳۲
۱۵	کاکلِ مبارک	۳۴
۱۶	ابروے مبارک	۳۶
۱۷	چشمِ مبارک	۴۰
۱۸	مردمکِ مبارک	۴۳
۱۹	مژگانِ مبارک	۴۵
۲۰	نگاہِ مبارک	۴۷
۲۱	عارضِ مبارک	۵۰
۲۲	بینی مبارک	۵۲
۲۳	گوشِ مبارک	۵۴
۲۴	زلفِ مبارک	۵۷
۲۵	دہانِ مبارک	۶۰
۲۶	لبِ مبارک	۶۳

۲۷	زبانِ مبارک	۶۵
۲۸	آوازِ مبارک	۶۹
۲۹	دندانِ مبارک	۷۳
۳۰	زنخدانِ مبارک	۷۴
۳۱	ریشِ مبارک	۷۶
۳۲	بروتِ مبارک	۷۸
۳۳	غبغبِ مبارک	۸۰
۳۴	گردنِ مبارک	۸۳
۳۵	دوشِ مبارک	۸۶
۳۶	بغلِ مبارک	۸۸
۳۷	مُہرِ نبوّت	۸۹
۳۸	دستِ مبارک	۹۱
۳۹	بازوے مبارک	۹۴
۴۰	آرنج مبارک (کہنی)	۹۵
۴۱	ساعد مبارک (کلائی)	۹۶

۴۲	پنجۂ دستِ مبارک	۹۷
۴۳	کفِ دستِ مبارک	۹۸
۴۴	انگشتانِ دستِ مبارک	۹۹
۴۵	ناخنِ دستِ مبارک	۱۰۰
۴۶	پشتِ مبارک	۱۰۲
۴۷	سینۂ مبارک	۱۰۳
۴۸	قلبِ مبارک	۱۰۴
۴۹	شکمِ مبارک	۱۰۶
۵۰	کمرِ مبارک	۱۰۷
۵۱	پاے مبارک	۱۰۸
۵۲	رانِ مبارک	۱۱۰
۵۳	زانوے مبارک	〃
۵۴	ساقِ مبارک	۱۱۱
۵۵	کعبِ مبارک	〃
۵۶	قدمِ مبارک	۱۱۲

۵۷	پنجۂ پاے مبارک و پاشنۂ مبارک	۱۱۲
۵۸	کفِ پاے مبارک	//
۵۹	ناخن پاے مبارک	۱۱۳
۶۰	نعلینِ مبارک	//
۶۱	رفتار مبارک	//
۶۲	خاتمہ سراپا	۱۱۴
۶۳	دُعا	۱۱۵
۶۴	قطعات تاریخی سراپا	۱۱۸

تصویر نور

یعنی سراپاے مبارک باشمائل اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

مصنفہ

شمس العلماء خان بہادر نواب عزیز جنگ ولا تخلص

سنہ ۱۳۳۸

اسکی رجسٹری ہوچکی ہے اور مصنف کے تمام حقوق محفوظ ہین

مطبع عزیز المطابع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سراپا ہون تصدق اے ولا اس دستِ قدرت پر ۔۔ ١ ۔۔ بنائی ایسی مورت خود ہے عاشق جسکی صورت پر
مین آئینہ ہون اُس تصویر کا جسکی نزاکت پر ۔۔ نزاکت ہے فدا صنعت ہے قربان حُسنِ صنعت پر

اسی مورت اسی تصویر کا عالم مین شہرا ہے
اسی معشوق و محبوبِ خدا کا یہ سراپا ہے

مرے دل مین سراپا اشتیاق نعت سرور ہے ۔۔ ٢ ۔۔ مین ہون شاگرد استادِ ازل میرا وہ رہبر ہے
مرا ممدوح معشوقِ رُسل محبوبِ داور ہے ۔۔ قصیدہ یہ مرا الحمدِ قرآن کے برابر ہے

ز تشبیبِ غزل بگریزم اینجا در سخن گفتن
کہ می خواہم بتاریک نفس صد بکرِ جان سفتن

زمین شعر پر فکر رسا ہے آسمان میری فصاحت کے چمن مین مثل سوسن ہے زبان میری	۳	سفینہ ہے بحور شعر مین طبع روان میری ولا عشقِ گل و بلبل سے بہتر داستان میری

مین محبوب خدا کا عاشق صادق ہون دنیا مین
اُمیدِ وصل جس معشوق کی ہے مجکو عقبیٰ مین

حسینون سے سوا ہے اس مری معشوق کی صورت سراپا حُسن ہین ظالم ہین وہ یہ آیۂ رحمت	۴	فرشتون سے ہی فائق اس مری محبوب کی سیرت وہ اپنے عاشقون کے حق مین دوزخ ہین یہ تو جنت

ولا مشہور ہے ظلم و ستم اُنکا زمانے مین
یہان لطف و کرم اس کا سنوگے اس فسانے مین

حسینانِ جہان معروف اپنی بیوفائی سے پریزادانِ دہر آئینہ رو ہین خودنمائی سے	۵	مرا معشوق ہے مشہور پیمان کی سچائی سے مرا محبوب ہے آئینہ دل دل کی صفائی سے

خیال اُنکو نہین اپنی پرانی آشنائی کا
مرے دلدار کے دل مین لحاظ اپنے فدائی کا

بحمد اللہ مین حُلیہ نگار جسم سرور ہون بنی ہین کیا مُرا آنکھین مین وہ فوٹوگرافر ہون	۶	مین نقّاش نقوش دلکش روے پیمبر ہون دل آئینہ ہے جسپر عکس گیر روے انور ہون

سراپاے محمدؐ کی کتابت کام ہے اپنا

ولا چھرہ نویسِ جسمِ احمد نام ہے اپنا

۷
مصوّر ہون فنِ تصویر قلمی ہے بہت مشکل — بنا موے پاک کا مو قلم اور لوح میرا دل
تصدق سے ترے اس فن مین استاد ہون کامل — ہوا ہے مانی و بہزاد پر مجکو شرف حاصل

اتر آیا تھا تیرا عکس گو آئینۂ دل پر
مگر مائل مرا دل ہوگیا اندازِ شکل پر

۸
بنایا مو قلم موے خطِ مشکین خوبان سے — قلم سرے کا ہاتھ آیا ولا لیلےٰ کی مژگان سے
سیاہی لی سوادِ دیدۂ محبوبِ کنعان سے — لبِ شیرین سے تہا شنجرف یا لعلِ بدخشان سے

چمن نے دفترِ اوراقِ گل کو کر دیا کاغذ
اسی سے گلرخون کا صفحۂ عارض بنا کاغذ

۹
سراپاے نبی مین قصد ہے طبع آزمائی کا — تعلّی مین نہین کچھ خوف مجکو خودستائی کا
سوادِ دیدہ روشن ہے کاجل روشنائی کا — مرا خونِ جگر شنجرف ہے رنگِ حنائی کا

بر اوراقِ فلک حسنِ سراپا گر رقم گردد
سراپاے نیستانِ زمین صرفِ قلم گردد

۱۰
نظر آئی مجھے جس دن سے اس مہتاب کی صورت — مری آنکھون مین پھرتی ہے ولا اس خواب کی صورت
تڑپتا ہون مین یادِ حسن مین سیماب کی صورت — نہ نکلی ہاے تسکینِ دلِ بیتاب کی صورت

سراپا منہمک ہون حُسنِ تصنیفِ سراپا مین
برنگ آینہ حیران ہون یا دلطف رُویا مین

۱۱ جمی رہتی ہین آنکھین حُسنِ تصویرِ خیالی پر
کبھی مین آفرین کہتا ہون اپنی خوش مقالی پر
لگا رہتا ہے دل ہر ایک تشبیہ مثالی پر
کبھی کرتا ہون نفرین اپنی طبع لااُبالی پر

غلام اسکا ہون مین اس فن مین مولے ہے مرا مالک
کئے جاتا ہون اپنا کام آگے ہے خدا مالک

۱۲ بہت کچھ لکھ چکے ہین گرچہ استادان نام آور
کلام حضرت محسنؔ و لاؔ اورون سے ہے بہتر
سبھون کا طرز ہے ایکی سبھون کا ایک ہی مسطر
مگر جدّت کو بدعت جانتے ہین سب سخن پرور

سراپاے نبی مین بھی نرالا ڈھنگ ہے اپنا
فن تصویر مین بھی اور ہی کچھ رنگ ہے اپنا

بابِ اوّل متعلق بہ تعمیمات سراپای مبارک

چھرہ مبارک

۱۳ منم آن چھرہ پردازے کہ نقش چھرہ بردارم
نگہ دارم کہ از ابروے او تیغے بسر دارم
بپرداز نقوشش از نکاتِ او خبر دارم
بحفظ خویشتن موضوع خود پیش نظر دارم

زجامِ چشم مخمورش بمدہوشی گنم کارے

چہرہ پردازیعنی بہ از آفتاب ۱۲

کرنا یداے وؔلا ہرگز زدست صنع ہشیارے

۱۴
وؔلا چہرہ مرا روشن ہے وصف وی تابانی سے
نکل آتا ہے چہرہ چاند بنکر جیب گریبان سے
یہی ہے چاند کی منزل برج جسم انسان سے
نقاب حسن اُٹھ جاتی ہے پھر چشم سخندان سے

منم آن چہرہ پردازے کہ بوسد آسمان دستم
بصنعت اوستادِ چہرہ پردازِ جہانستم

۱۵
یہی چہرہ بنا حسن آفرین سارے حسینونکا
یہی چہرہ ہے انداز حسین سب نازنینونکا
یہی چہرہ جمالِ دلنشین حُسن آفرینونکا
یہی چہرہ ہے نقشِ دوربین باریک بینونکا

منم آن چہرہ پردازِ گلِ رنگینِ روے او
کہ آب و رنگ صد بستان فدا اے رنگ و بوے او

۱۶
مکمل مصحف عارض اسی کا ایک پارہ ہے
(چمن رخسار) کا اس گلشن رخ مین نظارہ ہے
وؔلا انگشت بینی بھی اسی کا اک اشارہ ہے
گل گوش مبارک بھی اسی کا گوشوارہ ہے

اسی کو مطلع خورشید و برج ماہ کہتے ہین
ہم اسکو چہرۂ پاکِ رسول اللہ کہتے ہین

۱۷
اسی چہرے مین ہے اس شاہ کی پیشانی انور
اسی مین دیدۂ حق بین بصیرت کا بنا جوہر
اسی مین ابروے پرخم اسی مین زلف سر تا سر
اسی مین عارض گلگون اسی مین بینی اطہر

اسی مین وہ لب جان بخش ہے چاہ زنخدان ہے
اسی مین ہے دہن جسکے صدف مین سلک دندان ہے

اسی چہرے مین ہے لیلائے سواد زلف پیچان ہے	۱۸	اسی چہرے مین ہے شیرین لب شیرین کے عنوانسے
اسی چہرے مین یوسف آپکے چاہ زنخدانسے		اسی چہرے مین حوران جنان رخسار تابانسے

اسی پر خالق حسن آفرین سو دل سے عاشق ہے
یہی چہرہ جمال وحسن ورعنائی کا خالق ہے

اسی چہرے کو کہتے ہین کتابی سب سخن پرور	۱۹	اسی مین صفحۂ عارض شکن ہائے جبین مسطر
اسی مین خط سے ہین اشعار وصف وی پیغمبر		کتابی چہرۂ انور کا شیرازہ ہے زلفون پر

روایات مبین مین ہر جگہ اسکے اشارے ہین
ولاؔ یہ کارنامے کاتب قدرت کے سارے ہین

جسم مبارک

صفات جسم اقدس مین کچھ ایسا لطف پاتا ہون	۲۰	مسرت سے مین جامے مین نہین پھولے سماتا ہون
خیال حسن مین آپے سے باہر ہوہی جاتا ہون		کبھی ہنستا ہون مثل گل کبھی مین مسکراتا ہون

کچھ ایسی تازگی میرے تن لاغر نے پائی ہے
بڑھاپے مین نئے سر سے جوانی واپس آئی ہے

۲۱

ولا جسم مبارک نور یزدانی کا پُتلا ہے
جسے خود اپنے ہاتھوں صانع قدرت نے ڈھالا ہے
اسی نور مجسّم کا مرقّع یہ سراپا ہے
اسی کا عکس ہے جرم قمر خورشید سایا ہے
زمین پر عمر بھر ہم نے نہ پایا اسکے سائے کو
سمجھتے ہی نہ تھے کچھ آج تک ہم اس کنائے کو

۲۲

اسی جسم منوّر مین ہین سب اعضاے نورانی
چمکتی اس مین ہین آنکھین منوّر اسمین پیشانی
اسی سے ہم کو آتے ہین نظر انوار رحمانی
اسی مین آئینے ہین اور آئینون مین حیرانی
اسی مین ہین کرشمے جلوۂ اسرار عالم کے
اسی مین جابجا پائے اشارے اسم اعظم کے

۲۳

اسی مین کان ہین دریا ہین جنمین لعل و گوہر ہین
اسی مین آسمان ہین جنپہ مہر و ماہ و اختر ہین
اسی مین بلبل و گل قمری و سرو و صنوبر ہین
اسی مین نیزہ و تیر و کمان شمشیر و خنجر ہین
مزا ملتا ہے اس تشبیہ کا ہر اک سخندان کو
سزا کافر کو ملتی ہے جزا مرد مسلمان کو

۲۴

سراپا تھا تناسب آپکے اعضاے روشن مین
گٹھیلا تھا بدن پھرتی نظر آتی تھی بچپن مین
بڑھاپے مین جسامت تھی مگر سستی نہ تھی تن مین
ولا قوت نہ تھی ایسی کبھی جسم تہمتن مین
مرا تن من فدا اس جثّۂ نازک کی نرمی پر

تصدق گرمجوشی خلق کی۔ اس تن کی گرمی پر

۲۵
تناور تھے تن آسانی سے دائم آپکو نفرت
تن تنہا کیا کرتے تھے اپنی قوم کی خدمت
نہ تھی تن پروری تھی تندہی سے آپکو الفت
اسی سے تندرستی آپکی تھی جسم کی زینت

ولا تن زیب[1] کی حاجت نہ تھی خود جسم تھا جوہر
رہا کرتی تھی چادر آپکے اعضاے روشن پر

۲۶
سراپا (جسم اقدس کا سراپا) ہے مرا حامی
دلاتے ہین بھروسہ ہر طرح آئین اسلامی
اسی خلق مجسم کے سراپا سے ہوا نامی
قیامت مین ولا ممکن نہین اب میری ناکامی

جلائیگی نہ دوزخ اب قیامت مین مرے تن کو
وسیلہ اپنا کرونگا ولا اس جسم روشن کو

پوست مبارک

۲۷
زجلدش پوست[2] برکردن چرا ترک ادب باشد
سکوت از دقت مضمون ولا حفظ نعب باشد
ہمانا ترکش از اہل سراپا بے سبب باشد
پے وقت پسند این امتحان وجہ طرب باشد

سراپا خامۂ من پوست[3] می اندازد از ہیبت
دلا سا میشود از دست تا با او کند ہمت

۲۸
تن سیمین پہ نازک پوست۔ ریشم کی قبا کہیئے
بدن پر موے نازک جا بجا ہین انکو کیا کہیئے

[1] تن زیب نام پارچہ زینت قبا پوشیدن ۱۲
[2] پوست برکردن کنایہ از حقیقت بیان کردن و اظہار مافی الضمیر کردن ۱۲
[3] پوست انداختن بیخود و فنا گشتن ۱۲

یہ گلبوٹے ہین اُس کو جامۂ رنگی عبا کہیے		سخنگو کچھ نہ کہیے صرف نورانی ردا کہیے

مشجر پوستینِ گلبدن ہے فصل سرما مین
ولاؔ آبِ روان[ط] یا ریشمی ململ ہے گرما مین

مبارک گل گلابی جسم پر حسنِ نزاکت ہے رگون کی سبز بیلین جامدانی کی شباہت ہے	۲۹	مقدس پوست کی نرمی مین ریشم کی لطافت ہے یہان یہ دستکاری صانع قدرت کی صنعت ہے

حقیقت اسکی کہدی پوست کندہ اے ولاؔ ہم نے
صلے مین کی عطا اک پوستین خُلقِ مجسم نے

رنگ مبارک

ولاؔ رنگِ سخن ایسا نہ تھا آگے کبھی اپنا ادب سے اُڑ گیا اس رنگ مین رنگ نو ہی اپنا	۳۰	یہان رنگ طبیعت آج ہے کچھ اور ہی اپنا اُلجھ جاتا ہے رنگ آمیزیِ مضمون سی جی اپنا

سراپا مین بندھا جب رنگ ذوق لفظ و معنی کا
حیا سے رنگ پھیکا پڑ گیا بہزاد و مانی کا

مرے ممدوح محبوب خدا کی موہنی صورت یہی تصویر عکسی ہے یہی ہے عکس کی رنگت	۳۱	مری رنگینیِ تحریر کو اس رنگ سے اُلفت اب اس تصویر مین کچھ رنگ بھرنے کی نہین حاجت

یہی ہے رنگ نازک عکس ہے یہ نور ایمان کا

[ط] آب رواں - ایک [illegible] کپڑے کا نام (امیر اللغات)

نظر آتا نهین سایہ اسی سے جو ہر جان کا

۳۲
کسی کا رنگ گورا ہے کسی کا رنگ کالا ہے
مرے اس بندے نے کیا رنگ نیرنگی نکالا ہے
مگر اپنی صباحت مین یہ گورون سے نرالا ہے
گلابی رنگ اس کا صبح گلشن کا اجالا ہے

سخن سنجان اردو گوری رنگت اسکو کہتے ہین
حسینان عرب حسن صباحت اسکو کہتے ہین

۳۳
بغیر رنگ آمیزی یہان ہم صاف کہتے ہین
صباحت کو چمک کو رنگ کے اوصاف کہتے ہین
اسی رنگت کو ارباب بلاغت صاف کہتے ہین
اسی تن کے گلابی رنگ کو شفاف کہتے ہین

بہر ساعت ولا برمی کند آن لالہ رو رنگے
کہ دارد آب و رنگش در بدن پیراہن تنگے

۳۴
صباحت آپکی رنگت کی تعریف حقیقی ہے
ولا تشبیہ گلروئی یہان کیسی رنگیلی ہے
اسی خورشید رو سے ماہ کامل کی تجلی ہے
کہا اس رنگ کو رنگین بیانون نے گلابی ہے

سراپا اس سپیدی مین ولا سرخی جھلکتی تھی
پسینے سے گلابی عطر کی خوشبو مہکتی تھی ؛

قامت مبارک

۳۵
کھڑا ہون لے ولا تصویر قامت کیلئے تنکر
عروس فکر بھی آئی ہے بر مین آج بن ٹھن کر

مضامین سامنے آئے چلے جاتے ہین بن بنکر
مرا محبوب جب چلنے لگا سروِ روان بنکر

اڑا یا مین نے پھر چلتی ہوئی تصویر کا خاکا
سراپا یہ وہی ہے قامتِ دلجوے رعنا کا

۳۶
وؔلا طفل قلم نے کیا سہانا قد نکالا ہے
اسی نے میری صنّاعی کی رونق کو سنبھالا ہے
محبت کیون نہو یہ ہاتھ کی گود یکا پالا ہے
سمجھتا ہون کہ آگے چلکے یہ کچھ ہونیوالا ہے

سہارے سے اسی قامت کے یہ کاغذ پہ چلتا ہی
صفات قد مین یہ مجھ سے بھی آگے چل نکلتا ہی

۳۷
قدِ موزونکو شاعر مصرع برجستہ کہتے ہین
ملائک سروِ قد کو سدرۂ نورستہ کہتے ہین
ہم اسکو منتخب اشعار کا گلدستہ کہتے ہین
اسی کا ہم وؔلا شمشاد کو وابستہ کہتے ہین

کہا ہے مکیون نے نخل بستان عرب اسکو
عجم مین نونہال ہاشمی کہتے ہین سب اسکو

۳۸
تصدق ہوگئی خوبون کی رعنائی اسی قد پر
وؔلا اوصاف مین ہے ختم زیبائی اسی قد پر
ہوئی قربان حسینونکی دل آرائی اسی قد پر
رسالت کی قبا زیبا نظر آئی اسی قد پر

اگر ہم دیکھ پائین ایک لٹکا حُسنِ قامت کا
تو پھر چرچا ہوا اس عالم مین آثارِ قیامت کا

قد بالا ترا روشن ہوا تیری امامت سے تری تکبیر نے واقف کیا قد اورقامت سے	۳۹	تری ہم اقتدا مین ہو گئے غافل اقامت[1] سے ملی یہ آج دولت ہم کو مسجد کی اقامت سے

زقامت[2] کردنت دریافتم حُسنِ قد و قامت
سرم در اقتدا سے سجدہ قربان شد بر اقامت

تری قامت مین ہے حُسنِ سراپا کس قیامت کا قیامت کو تری ٹھوکر سے ڈر ہے اپنی شامت کا	۴۰	قیامت عکس ہے آئینۂ تصویر قامت کا گریبان چاک ہے پیراہن صبح قیامت کا

نہ ٹھوکر تو نے ماری قبر پر مُردے نہ جی اُٹھے
تری تعظیم کو ہان سرو قد سارے نبی اُٹھے

قد آور سے مرا ممدوح اپنے قد مین چھوٹا ہے شمائل مین میانہ قد اسے یوسف[3] نے لکھا ہے	۴۱	کسی کوتاہ قد کی ہمرہی مین سرو بالا ہے قد و قامت مین یہ سرورِ وان البجود آلا ہے

اسی قامت کو اجرام فلک سدرہ سمجھتے ہین
اسی قامت کو سب حور و ملک طوبےٰ سمجھتے ہین

ملبوس مبارک

لباس نظم پہناتا ہون مین نثرِ رسائل کو تعلق جسطرح اعضا سے قائم ہے خصائل کو	۴۲	یہان یوسف بن اسمعیل کے گنج فضائل کو مجازی حسن سے نسبت ہے ملبوس شمائل کو

[1] اقامت بمعنی تکبیر نماز ۱۲
[2] قامت کردن بمعنی عرض تن ۱۲ تکبیر
[3] یوسف بن اسمعیل صاحب شمائل ۱۲

حقیقی حُسن محتاجِ لباسِ زر نہین ہوتا
بلورین دانۂ روشن کبھی گوہر نہین ہوتا

۴۳
وِلاؔ گل پیرہن کو احتیاجِ پیرہن کیا ہی
جمالِ گلبدن[1] کو افتقارِ گلبدن[2] کیا ہی
کسی سیمین بدن کو اعتناے زیبِ تن کیا ہی
گلِ خوش رنگ و بو کو حاجتِ سیرِ چمن کیا ہی

لباسِ مکر مین جو حُسنِ عارض کو دکھاتے ہین
حقیقت مین وِلاؔ نقّال بنکر مُنہ چڑہاتے ہین

۴۴
لباس اس سیّدِ ابرار کا چھ ہاتھ کی چادر
بدل تھی آپکی شلوار کا چھ ہاتھ کی چادر
عوض عمّامہ و دستار کا چھ ہاتھ کی چادر
دوشالہ تھی مرے سرکار کا چھ ہاتھ کی چادر

بسر اس سادگی سے آپ فرماتے تھے دنیا مین
تکلّف آپکا مخصوص تھا ملبوسِ زیبا مین

۴۵
پہنتے تھے لباسِ فاخرہ قاصد کے آنے پر
سحابِ فرق سے موسوم تھا عمّامہ اطہر
حریر تن پہ رہتی تھی قبا اور صوف کی چادر
نہ عمّامہ ٹوپی بھی رہا کرتی وِلاؔ اکثر

قمیصِ سیّدِ عالم کبھی زیرِ قبا ہوتا
کبھی ریشِ مبارک پر وہان ڈہاٹا بندہا ہوتا

۴۶
کبھی آپ ایک ہی چادر سے سترِ دست و پا کرتے
کبھی اپنی قبا کو دوشِ اقدس کی ردا کرتے

[1] گلبدن. یعنی معشوقہ
[2] گلبدن پارچہ ریشمی ۱۲

کبھی ملبوس تن مین لنگ ہی پر اکتفا کرتے		کبھی اپنے قمیص صوف مین دن بھر رہا کرتے

قباے گل سہاتی تھی مرے محبوب کے تن پر
گل بستان سے گلبوٹے بنے تھے اسکے دامن پر

نماز عید مین رہتا تھا گلگون چادر اتن پر خطوط سبز کی چادر کبھی رہتی ولا تن پر	۴۷	رہا کرتی تھی اکثر صبح مین شبگون ردا تن پر ہوا کرتی تھین اکثر چادرین دن بھر فدا تن پر

شرف راتون مین ملتا تھا رداے زعفرانی کو
ولا اعزاز دن مین چادر برد[1] یمانی کو

قمیص اقدس تن تھا شباہت مین عبای گل چمن مین بلبل رنگین نوا مدحت سرای گل	۴۸	قباے پاک رنگینی مین اپنی تھی قباے گل فدا محبوب پہ ہم جس طرح بلبل فداے گل

تصدق آپکی چادر پہ زرین چادر[2] ترسا
رداے کحلی[3] و نیل آپ کی چادر پہ تھی شیدا

ازار پاک ہے پاجامۂ سرکار عالی شان سخن گوے زبان آور چہ خوش گفتست در ایران	۴۹	اسی کا نام ہے شلوار اسی کا نام ہے تنبان ازار لالہا قائم کند کہپایہ بر دامان

ولا لنگ مبارک ہمقدم کالی ردا کی تھی
یہی لنگ کمر[4] کافر کے حق مین لنگِ[5] خاکی تھی

[1] برد بمعنی جامہ مخطط و برد یمانی بمعنی نوعی از جامہ مخطط کہ از یمن ... ۱۲
[2] چادر ترسا آفتاب ۔ سورج ۱۲
[3] رداے کحلی و رداے نیلی آسمان و شب ۱۲
[4] لنگ کمر یعنی لنگ و نام شغی از کشتی ۱۲
[5] لنگ خاکی ۔ نام لنگ و شکست حریف در کشتی ۱۲

۵۰

ولاؔ کفار مین چادر سے جسنے پاؤن پھیلایا
جگایا جس کسی کی آنکھ پر پردہ پڑا پایا
وہین اسکی خبر لی آپ نے ایسی کہ گھبرایا
صفات پردہ پوشی تھے اسی ملبوس کا سایا

نہوگا شاعرون مین ہم سے بڑھکر کوئی خوش قسمت
صلے مین اس سراپا کے ولاؔ ہم کو ملا خلعت

سایۂ مبارک

۵۱

کھڑا اتھا رو برو پایا نہین اس جسم کا سایا
ہوا باریکیون سے مو قلم قاصر تو گھبرایا
نہ آیا کیا مرے[^] مین عکس پھر فوٹو سے باز آیا
ولاؔ حلیہ نویسی مین قیلولے کا مزا پایا

سراپا چشم ہون آنکھون مین سُرمہ ہے بصیرت کا
مین اس صورت مین پاتا ہون تطابق حُسنِ سیرت کا

۵۲

تری صورت کے پرتو ہین مہ و خورشید گردون پر
نگہ آنکھون کی بے سایہ ہے جب آنکھون مین ای سرور
زمین پر جو ہر روشن کا سایہ پھر پڑے کیونکر
تو پھر امکان سے باہر ہے عکس قامت انور

حقیقت نور کی بے سایگی کی یون نظر آئی
چمک مخفی رہی[^] فوٹو مین اورصورت اتر آئی

۵۳

ولاؔ شمع منور کا ہے پرتو روشنی اسکی
ضیاے نورِ خورشیدِ فلک پرتو بنی اسکی
قمر کا سایۂ روشن جھمکتی چاندنی اسکی
کسی جوہر سے ہے وابستہ سایہ افگنی اسکی

٥٠ کی مراد آئینہ عکس ۱۲
٥٢ اشارہ بہ کلیم عام
در عکس ۱۲

ضیائے مہر و مہ کا ہم نے جب سایا نہین پایا
تو پھر اس جوہرِ اجرام کا کیونکر پڑے سایا

نہین پڑتا زمین پر روح کا سایہ لطافت سے تنِ نازک ہے فائق جوہرِ جان پر نظافت سے	۵۴	عیان ہے سایۂ تن روز روشن مین کثافت سے عجب ہے اے تولاؔ اپنی فراست اور ظرافت سے

تعجب کیا اگر سایہ نہین روحِ مجسم کا
سراپا نور سارا جسم تھا سرور عالم کا

اسی سائے کو ہم کہتے ہین ظلِ عاطفت تیرا قیامت تک رہیگا فرقِ عالم پر ترا سایا	۵۵	سراپا ہے کنائے مین یہان پہلو حقیقت کا یہ وہ سایہ ہے جس سائے کو آنکھون نے نہین دیکھا

نظر آنے لگا کیون کیا یہ کوئی چترِ شاہی ہے
یہ وہ سایہ ہے جو ہمسایۂ ظلِ الٰہی ہے

کسی کے سر پہ ہے ظلِ ہما یا شاہ کا سایہ کسی کا چاہتا ہے دل کسی درگاہ کا سایہ	۵۶	کسی پر سایۂ جن یا ہے مہر و ماہ کا سایہ مسلمانون کے سر پر ہے رسول اللہ کا سایہ

کوئی سایے مین آتا ہے کوئی سایے سے ڈرتا ہے
ترا مداح ظلِ عاطفت مین چین کرتا ہے

خوے مبارک (پسینہ)

۵۷
ولاؔ وصف عرق مین قلت مضمون جو پاتا ہون — طہارت کے بہانے سے پسینے مین نہاتا ہون
کبھی بحر سخن مین کہا کے غوطہ ڈوب جاتا ہون — کبھی خوش قسمتی سے گوہر مقصود لاتا ہون

کبھی چہرے سے بہتا ہے عرق اور گاہ پہلو سے
ندامت سے ٹپکتا ہے پسینہ ہر بن مو سے

۵۸
پسینہ اس تن نازک مین جب کثرت سے آتا تھا — جمال جانفزا بحر تفکر کو دکھاتا تھا
نزول وحی پر جب فکر سے دل ڈوب جاتا تھا — وہ اپنے بوجھ کی گرمی پسینے سے بہاتا تھا

جہان حسن شمائل مین ہوا ہے ذکر سینے کا
وہان ہے جابجا مذکور کثرت سے پسینے کا

۵۹
پسینہ آپکا شبنم ہے یا آب گل تر ہے — گلابی عطر سے وہ سینۂ اقدس معطر ہے
جو گیسو سے ٹپکتا ہے وہ عطر مشک و عنبر ہے — جو عارض سے گرا کرتا ہے وہ نایاب گوہر ہے

ٹپکنے مین یہ قطرے اس قدر خوش آب ہوتے ہین
ندامت سے ولاؔ دل مین گہر آب آب ہوتے ہین

۶۰
ٹپک پڑتی تھی خوشبو جسم اقدس کے پسینے سے — ٹپک جاتے تھے قطرے روے روشن اور سینے سے
گرا کرتے تھے قطرہ بن کے موتی آبگینے سے — چمک فائق رہا کرتی تھی جوہر کے نگینے سے

قبا مین پہیلتی خوشبو تو لے اڑتی نسیم اس کو

اسی سے باغ مین کہنے لگے مشکین شمیم اسکو

کہا ہے راویون نے عطر سے رغبت تھی حضرت کو بیان کرتے ہین سب اہلِ شمائل اس روایت کو	۶۱	پسینہ آپکا مرغوب تر تھا ساری امت کو بڑھا دیتا تھا سرور کا پسینہ اسکی نکہت کو

وہان ہے عطر خالص - روح - اجسام معطر کی
پسینے مین یہان گویا کھنچی ہے روح - جوہر کی

ولا جس راستے سے سرورِ عالم گزر جاتے کبھی دیگر پسینہ جسم پر ملنے کو فرماتے	۶۲	مرورِ پاک کو سب لوگ بوے پاک سے پاتے جیسے اہل مدینہ اپنے کپڑون مین لگا لاتے

پسینے کا عطا شیشہ ہوا تھا بنتِ عتبہ کو
تعجب جسکی خوشبوئی پہ تھا اہل مدینہ کو

پسینے آرہے ہین اے ولا سر تا قدم مجکو خدا جانے یہان پھر روکتا ہے کیون قلم مجکو	۶۳	اسی بوے مفرح نے رکھا ہے تازہ دم مجکو ارے دس بند وہ لکھنے بھی دیتا کم سے کم مجکو

کنون خونے می چکد از ہر بنِ موئے تنم اینجا
کہ از وقت پسند انِ مضامینش منم اینجا

باب دوم متعلق بہ تخصیصات سراپائے مبارک

سر مبارک

۶۴
ولا وصفِ سرِ اقدس مین خامہ سر کے بل چلتا ہے — رواں ایسا ہے کو سون سر کے بل وہ چل نکلتا ہے
سراپا مستعد ہے منزلون چلکر سنبھلتا ہے — اگر مین رو کتا ہون مجھپہ وہ آنکھیں بدلتا ہے

مجھے اہلِ سخن اپنے سر آنکھون پر بٹھاتے ہین
مری تعریف مین بزمِ سخن سر پر اُٹھاتے ہین

۶۵
مرا مطلع ہے سر جسمِ سراپاے محمدؐ کا — سراپا نور کا پتلا ہے ایجان جسم احمدؐ کا
سرِ سرور ہے قبۂ گنبدِ نورانی قد کا — یہی سر تاج ہے۔ سرور ہے۔ سرداران شد کا

اسی کی پادشاہت ہے۔ مسلم کشورِ تن پر
اسی کا ہے ٹھکانا قصرِ گردن بامِ گردن پر

۶۶
یہ وہ سر ہے کہ سرداران عالم جسپہ قربان ہین — تصدق فرق کی بیدار مغزی پر دل و جان ہین
یہ وہ سر ہے کہ آنکھیں سر بسر جسکی نگہبان ہین — اجودانِ[۱] دو گوشِ حق نیوش اس سر کے دربان ہین

اسی سلطانِ تن کا گردنِ سیمین پہ دیوان ہے
دلِ خدمت پسند اس خسروِ ذیشان کا دیوان ہے

۶۷
اسی کی اوّلیت کو تفوّق ہے کل اعضا پر — اسی سر کو صدارت جملہ اعضاے رئیسا[۲] پر
حکومت ہے اسی کی جسم کے ادنےٰ و اعلےٰ پر — اسی کی سروری قائم زبانِ نطقِ گویا پر

مدمّغ یہ نہین ہے اور عالی ہے دماغ اس کا

[۱] اجودان بمعنی عرض بیگی ۱۲

[۲] اعضاے رئیسہ دیکھو حیوۃ العزیز کا صفحہ (۲۳۴) جس مین اسکی بحث ہے ۱۲

اسی کے لب سے نورانی ہے لعلِ شب چراغ اس کا

اسی کی دوربینی کا ذریعہ آنکھ کا چشما — سماعت کا وسیلہ کان ہے اس کا جگر گوشا
۶۸ دہن سے اس سخن پرور نے پایا ذوق کا چسکا — ولا اوصاف کی ہے ناک وصفِ شامۂ اسکا

خبر حس کی اسی سرور کو ہاتھون ہاتھ جاتی ہے
اسی سے ہر بُنِ انگشت مین حس آہی جاتی ہے

اسی مین ہین خمِ ابرو سے دو شمشیرِ پُر جوہر — ولا آنکھون کے دمبالون سے ہین برّاق دو خنجر
۶۹ اسی مین ہین لب و دندان سے کانِ لعل مین گوہر — اسی گلزار مین چاہِ ذقن سیبِ زنخدان پر

اسی مین خال تھا اب ہم خطِ عارض کو پاتے ہین
کبھی تھا تخمِ ریحان آج سبزے لہلہاتے ہین

اسی محبوبِ سر کے عارضِ گلگون پہ ہین دو گل — انھین گلہاے رنگین کا دل مدّاح ہے بلبل
۷۰ اسی محبوب کی ہین دونون زلفین غیرتِ سنبل — اسی محبوب کے ہے ناچیے پر طرّۂ کاکل

اسی محبوب کے چاہِ ذقن سے آبیاری ہے
اسی محبوب کی ریحِ نفَس دبہاری ہے

اسی محبوبِ سر کی ہے جبین اک مطلعِ انور — اسی محبوب کے عارض ہین مہر و ماہ سر تا سر
۷۱ اسی محبوب کے الماسِ دندان سے خجل گوہر — اسی محبوب کا یاقوتِ لب ہے لعل کا جوہر

خمِ شمشیر اس محبوب کے ابرو سے ہے نادم
اسی محبوبِ سر کی آنکھ کے ہتیار ہین خادم

بڑا تھا آپکا سر یہ بزرگی عین حکمت تھی بظاہر آپ تھے اُمّی مگر خالق کی قدرت تھی	۲	سراسر یہ کیفیت عقلِ کامل کی علامت تہی کہ باطن مین یہان علم لدنّی کی فضیلت تہی

ولا اہل شمائل متّفق ہین سر کی عظمت مین
وہ فردِ منتخب تھے دانش و عقل و فراست مین

معاصر جانتے ہین سب مرے اشغال کی کثرت مگر کم فرصتی مین مین نے کی اس کام کی ہمت	۳	یہان کامون سے مجکو سر اُٹھانے کی نہ تہی فرصت کسی کا ہاتھ تھا سر پر ٹہکانے لگ گئی محنت

یہ فرمانے لگے سب سرپرستانِ سخن یکسر
ولا وصفِ سرِ سرکار کا سہرا ہے تیرے سر

دماغ مبارک

ولا ہونے لگا روشن دماغون مین شمار اپنا ملا عالی دماغی کا لقب۔ یہ ہے وقار اپنا	۴	بڑہا وصفِ دماغِ سروری سے افتخار اپنا خطابِ خوش دماغی نے بڑہایا اعتبار اپنا

دماغے سوختم[1] در مدحتِ روشن دماغ او
بہ بزمِ تیز مغزان چون بچشم آمد چراغ او

[1] دماغ سوختن بمعنی محنت شاقہ کردن ۱۲

بدن مین مغزِ روشن آپکا اک شمع روشن ہے شگفتہ گُل ہے وہ روحِ چمن اور جانِ گلشن ہے	۵	تجلی اسکی ساری تن مین مثلِ شمعِ ایمن[۱] ہے اسیکے رنگ و بو سے رونق آبادی تن ہے

اسی جوے روان سے باغِ تن شاداب ہوتے ہین
اسی برقِ نہان سے تازہ دم اعصاب ہوتے ہین

تجھے بھیجا خدا نے ہم نے پایا تجکو قسمت سی تیری بیدار مغزی نے جگایا ہم کو غفلت سے	۶	بنے ہم پختہ مغز اے رہنما تیری فراست سی تری روشن دماغی نے بچایا ہم کو ظلمت سے

ز ہشیاری دماغی دادم[۲] آرایش بہ تعریفت
کہ مستی رانمیدانم سزاے حُسنِ توصیفت

تری ہشیار مغزی سے ہوئی غفلت تہ و بالا تری عالی دماغی کا ہون مین پہچاننے والا	۷	دماغِ خشک کو تیرے دماغِ تر نے لے ڈالا تری روشن دماغی نے کیا ظلمت کا مُنہ کالا

دماغ من بہ بالا[۳] می برد وصف دماغ تو
کہ بالاخانۂ مغزت بیفروزد چراغِ تو

ہوئی قائم شریعت اس دماغ و دل کے سرور سے کھُلی ہم پر حقیقت اس دماغ و دل کے جوہر سے	۸	ملی راہِ طریقت اس دماغ و دل کے رہبر سے ہوئی ہم کو محبت اس دماغ و دل کے دلبر سے

دماغم[۴] گرم کن جانان کہ ذوقِ زندگی دارم

۱؎ شمع ایمن تجلی حق تعالیٰ ۱۲
۲؎ دماغ آرایش دادن سرخوش شدن ۱۲
۳؎ دماغ بالا بردن غرور کردن ۱۲
۴؎ دماغ گرم کردن یعنی تندرست داشتن ۱۲

دماغم نرم کن آقا کہ شوق بندگی دارم [۱]

غم امت مین ہمیشہ کا نہ تھا دل داغ داغ ایسا کروڑون مین نہ پایا ہمنے دل ایسا دماغ ایسا	۷۹	نہ تھا امت کی بخشش کی خوشی مین باغ باغ ایسا نہ دیکھی کان ایسی اور نہ لعل شبچراغ ایسا

ولا روشن خیالی مین ملا ایسا دماغ اس کو
کہ کہتی ہے بلاغت آج لعل شبچراغ اس کو

فصاحت جوہر آئینۂ ہوش اسکو کہتی ہے شجاعت آپکی جرار پرجوش اسکو کہتی ہے	۸۰	متانت آپکی (ہشیار خاموش) اسکو کہتی ہے کرامت آپکی مغز خطاپوش اس کو کہتی ہے

ابھی تازہ ہے اس مضمون کے صدقے مین دماغ اپنا
ولا شاداب ہے وصف دماغ تر سے باغ اپنا

گیسوے سر مبارک

ہر مانی مین تھا سودا اسی تصویر گیسو کا عبث تھی مو شگافی تھا نہ یہ کام اسکے قابو کا	۸۱	بنایا موقلم ہر ایک اپنے موے ابرو کا بنا خاکا نہ اُس سے یک سر مو یک سر مو کا

مسلسل ہر بن مو سے تھی کوشش عمر بھر جاری
مگر یان بال بھر چلنے نہ پائی اُس کی عیاری

کھڑے ہوتے ہین میرے جسم پر سب بال دہشت سے	۸۲	مین با پار اُترونگا یارب کس طرح گیسو کی خدمت سے

[۱] دماغ نرم کردن بمعنی مطیع کردن و تحمل دادن ۱۲

بناسکتاہون مین گو بالؐ کا محض نزاکت سے
مگر مین کام لیتا ہون یہان اپنی صداقت سے

وِلا ان گیسوون کا بال سے باریک تھا مضمون
کمالِ موشگافی سے مرا مقصد ہوا موزون

۸۳
یہان تعمیم گیسو مین ہین داخل سب مقدس شعر
خط و ریش و بروت و زلف و مژگان کاکل و ابرو
مگر ہم کو سرِ اقدس کے یان مقصود ہین گیسو
سراسر جو تھے نرم و صاف و ستھرے عنبرین خوشبو

اتر آتے تھے یہ گیسو کبھی گردن سے شانون تک
کبھی رہتے تھے یہ اس سرورِ عالم کے کانون تک

۸۴
شمائل کیا بیان ہون اے ولا گیسوے سرورؐ کے
نمونے تھے سراپا۔ مو بمو زلف معنبر کے
بہت کالے تھے گیسوے مبارک آپکے سر کے
نہ چھوٹے تھے نہ پیچیدہ بہت۔ گیسو پیمبرؐ کے

عجم کے بال ہین چھوٹے۔ عرب کے بال پیچیدہ
یہ ان دونون مین چیدہ حسنِ آویزش مین سنجیدہ

۸۵
زبان پر گیسوونکے جابجا اذکار ہین قائم
شمائل مین رسول اللہؐ کے اسرار ہین قائم
روایات سلف مین معتبر آثار ہین قائم
مسلمانونکے قبضے مین ولا آثار ہین قائم

صحابہ جب کبھی اصلاحِ سرورؐ کی خبر پاتے
ہر اک گیسوے اقدس کو وہ ہاتھون ہاتھ لیجاتے

۸۶
یہی گیسو پریزادون کے مُنہ پر حُسنِ صورت ہین
یہی گیسو مری آنکھون مین تصویرِ نزاکت ہین
یہی گیسو حسینون کیلئے چھرے کی زینت ہین
اسی گیسو پہ قربان گیسوِ حوران جنّت ہین
اسی گیسو سے پیشانی نے پایا طُرّہ کاکل
اسی گیسو سے عارض پر ہین زلفین ۔ باغ مین سنبل

۸۷
اسی گیسو مین ہین گیسوے پیچان گیسوِ پُرخم
بنے ہین مو قلم تارِ نگہ ۔ تارِ نفس باہم
اسی گیسوے مشکین پر تصدق گیسوِ عالم
سرِ مو فرق اس تصویر مین پاتے نہین کچھ ہم
شبِ معراج مین پایا ہے ہم نے رشتۂ جان کو
انھین سے موشگافی ہاتھ آئی ہے سخندان کو

۸۸
ولا تصویر گیسو ہم نے کھینچی ہے نزاکت سی
ٹھکانے لگ گئی محنت ہماری اپنی قسمت سی
نظر آتا ہے ہر اک بال اپنے حُسنِ صنعت سے
صلے مین مل گیا موے مبارک ہم کو حضرت سے
مدد اس سے لیا کرتے ہین ہم وقتِ مصیبت مین
مشرّف ہم ہوا کرتے ہین تاریخ ولادت مین

فرقِ سرِ مبارک

۸۹
یہان تصویرِ فرقِ فرقِ اقدس کے بندھی سامان
وہی خضرِ طریقت تھا ہمارا جسپہ ہم قربان
نہ ملتی گرمدد شانے کی ہم ہوتے بہت حیران
ملی ظلمات مین نہرِ روانِ چشمۂ حیوان

وِلاؔ پیاسے کو جب نعمت ملی اس آب صافی کی
کھُلی اس جوے گیسو سے حقیقت موشگافی کی

۹۰
وِلاؔ اس راہ سے اپنا گزر مشکل نظر آیا
نگہ بڑھنے لگی آگے تو پھر سر اپنا چکرایا
اجازت پائی آنکھوں نے مگر دل اپنا گھبرایا
نظر کا بھی گزرنا سر بسر ترکِ ادب پایا

اجازت مانگ کر شانہ اسی پر سر سے چلتا ہے
بُن مو سے سرِ مو تک وہ سیدھا چل نکلتا ہے

۹۱
نکلتی ہے اسی اک راہ سے تیخیر تالو کی
اسی فرق مبارک سے ہوئی تفریق گیسو کی
اسی سے ہم نے پائی ہے نزاکت سرِ بُنِ مُو کی
وِلاؔ اس بحرِ اسود سے ہے روشن سلک لُولُو کی

شبِ دیجور میں ہے کہکشان اس فرقِ انور سے
یہی نہرِ روان جاری ہوئی ہے حوضِ کوثر سے

۹۲
ہمیشہ یہ رہا کرتی ہے مخفی داخلِ گیسو
یہی صغریٰ و کبریٰ کا نتیجہ حاصلِ گیسو
یہی ہے فارقِ گیسو یہی ہے واصلِ گیسو
سرِ انور میں تھی فرقِ مبارک فاصلِ گیسو

یہی اپنی صراطِ مستقیم باغِ جنّت ہے
یہی راہِ نجاتِ کُل سیہ کارانِ اُمّت ہے

۹۳
سجاتے ہیں اسے خوبانِ عالم سلکِ گوہر سے
یہ گویا موتیوں کی مانگ ہے قائم نئے سر سے

کبھی بہتر نھین ہے یہ سجاوٹ صنعِ داور سے
ہوا فرقِ حق و باطل عیان اس فرقِ انور سے

ولا فرقِ نبی فارق ہے مشرک اور مسلمان کی
وہ یکتائی سے شاہد بنگئی توحید یزدان کی

۹۴
سخندانانِ اردو اس کو فرقِ حور کہتے ہین
فصیحانِ عجم صبحِ شبِ دیجور کہتے ہین
بلیغانِ عرب شہ راہِ کوہِ طور کہتے ہین
ولا ہم اس کو حسنِ چہرۂ پرنور کہتے ہین

وہان لوحِ جبین پر مانگ کا نقشہ اُتر آیا
یہان ہم کو سراپا اُنکا فرق اس سے نظر آیا

جبین مبارک

۹۵
اُتارا چاہتے ہین ہم ولا تصویر پیشانی
بنی ہین مو قلم مژگان جبین ہے لوحِ نورانی
اس آئینے مین یارب ہین عجب انوارِ رحمانی
مصور بنکے ہم خود ہین یہان تصویرِ حیرانی

سنبھالا اپنے دلکو کرلیا پھرتی سے کام اپنا
اسی ماتھے کے صدقے مین ہوا مشہور نام اپنا

۹۶
حلب کا آئینہ ہے آپ کی پیشانی انور
اسی آئینہ رو کا نمونہ صنعِ اسکندر
خطِ پیشانی روشن اس آئینے کا ہے جوہر
اسیکے نور سے روشن ہوا وہ عکس کا مظہر

اسی تصویر سے روشن بنی ہے صبحِ نورانی

اسی تصویر کو کہنے لگے ہم لوحِ پیشانی

۹۷
یہی روشن جبین مطلع ہے مہرِ روے تاباں کا
نوشتہ ہے اسی ماتھے پہ تقدیرِ مسلمان کا
یہی ماہ مُبین مظہر ہے رازِ قلبِ انسان کا
عبادت سے اسی پر ہے نشانِ داغِ بلندان کا

اسی ماتھے کو ہے خالق کے سجدے کا شرف حاصل
اسی کو سارے اعضا مین ہوا ایسا شرف حاصل

۹۸
فدا تھے مہ جبین اس چاند سے ماتھے پہ سو دل سے
کشادہ تھی جبین- ظاہر ہے سرور کے شمائل سے
مہِ کامل لیا کرتا تھا عکس اس ماہِ کامل سے
ہوئی دریا دلی ثابت قیافے کے خصائل سے

جو پیشانی کشادہ تھی تو پھر دل بھی کشادہ تھا
سبب یہ تھا جو حضرت کا کرم حد سے زیادہ تھا

۹۹
وِلا ماتھے پہ ہندو رنگ کا قشقہ لگاتے ہین
پریرو سب اُسی ماتھے کو ٹیکے سے سجاتے ہین
اُسی ماتھے پہ محبوبانِ ہند افشان جماتے ہین
نقاب زرین خوبانِ عجم اُس کو چھپاتے ہین

چمکتا تھا ہمارے سرور کا ماتھا بے نقابی مین
یہ ماتھا لوحِ بسم اللہ تھا روے کتابی مین

۱۰۰
وِلا بہزاد کو یان دیکھکر بہکا مرا ماتھا
نگہ تصویر پر- ماتھے پہ رکھے ہاتھ بیٹھا تھا
ندامت سے پسینہ اسکی پیشانی سے بہتا تھا
یقیناً اپنی ناکامی کا اسکے دل پہ صدمہ تھا

بعضی نشان سجدہ جبین کا
کے داغ بلندان -

کہا مجھ سے (ولا محنت کی ہم بھی داد دیتے ہین)
تمھاری کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین

شکن ماتھے پہ آتی ہی نہ تھی اللہ رے دلجوئی کسی کافر نے کی تھی دو بدو حضرت کی بدگوئی	۱۰۱	نہ ہوتے تھے کبھی چین بر جبین اللہ ری خوشخوئی تحمّل سے نہ نازک تیوری پر بل پڑا کوئی

یہی ہے وہ جبین۔ تصویر جسکی کھینچ دی ہم نے
پسند اسکو کیا (روشن جبین سردارِ عالم) نے

کاکل مبارک

صفاتِ گیسوِ اقدس مین کاکل کا اشارہ ہے اُنھین ساتون سپارونمین سے کاکل ایکپارہ ہے	۱۰۲	وہان تعمیم یان تخصیصِ کاکل کا نظارہ ہے ولا ساتون ستارونسے یہ چوٹی کا ستارہ ہے

اگر تشبیہ کامل چاہیے اجزاے کاکل کی
چمن مین ہے سراپا منطبق تصویر سنبل کی

بنایا مو قلم ہم نے ولا سنبل کی کاکل سے گلابی مل گئے اوراق اوس مجموعۂ گُل سے	۱۰۳	سیاہی ہم کو ہاتھ آئی سوادِ چشمِ بلبل سے بنی تصویر کاکل مو بمو فکر و تامّل سے

ملایا کاکلِ اقدس کو اس تصویر سے ہم نے
سرِ مو فرق دونون مین نہ پایا چشمِ عالم نے

ف گیسوے مبارک کے بیان مین موے مبارک کے سات اقسام کا بیان ہے ۱۲

۱۰۴
یہی کالی گھٹا ہے مطلعِ سیماے روشن پر
ٹپکتا ہے پسینہ اس سے پیہم بوند بن بنکر
جبینِ شعلہ رو ہے زیرِ کاکل برق کی ہمسر
ہٹے کاکل تو بجلی کی چمک سے دل ہے مضطر
کیا کرتے ہین خوبانِ جہان جب کاکل افشانی
دلِ عشّاق پر ہوتی ہے کاکل سے پریشانی

۱۰۵
اسی کاکل کو شاعر طرّۂ طرار کہتے ہین
اسی طرّے کو ہم بھی زینتِ دستار کہتے ہین
عرب موے جبینِ احمدِ مختار کہتے ہین
عجم کے نکتہ پرور گوے مشکین تار کہتے ہین
اسی پاکیزہ کاکل کا نمونہ طرّۂ زر ہے
جو دستارِ سلاطینِ دکن مین زینتِ سر ہے

۱۰۶
وِلا این طرّۂ کاکل بود گل طرّۂ مشکین
کہ از عکسِ جبینِ سرخ او مشکینش رنگین
زگلہاے لطیفِ گلبنِ گلزارِ جسم است این
کہ بہر چیدنش دستے ندارد دامنِ گلچین
اگر (گل طرّہ) از گلہاے رنگینِ چمن باشد
گلِ این طرّۂ مشکین زگلزارِ ختن باشد

۱۰۷
حسینونکی جبین ہے طرّۂ طرّار سے روشن
ہوا چہرہ کسی کا طرّۂ زرتار سے روشن
سرِ اقدس ہوا عمامۂ سرکار سے روشن
جبین ہے آپکی گیسوے عنبر بار سے روشن
غضب تھا طرّۂ طرّار اسپر یہ ہوا طرّہ

لگا ہے گوشۂ دستار مین خورشید کا طُرّہ

۱۰۸
کوئی کہتا ہے صحنِ باغ مین ہے بوٹۂ سنبل — نظر آتی ہے گل کو آینے مین صورتِ بلبل
جبین صاف پر ہے صبحِ اوّل صورتِ کاکل — رہا کرتی ہے جس مین تیرگی مانندِ شب بالکل

سخندان کاکلِ[1] شمعِ منوّر اس کو کہتے ہین
ہم اُس نورِ جبین کی شمع پر پروانہ رہتے ہین

۱۰۹
نہ سمجھا شاعرون نے ہاے فرقِ زلف و کاکل کو — سمجھنے وہ لگے (زلفِ[2] عروس) افسوس سنبل کو
ملایا بال کے پھندیسے کیون شاہین کے چنگل کو — بھلا کاکل سے کیا نسبت ہے زلفونکے تسلسل کو

دکھایا فرقِ نازک کو وِلا نے اس سراپا مین
اسی کاکل کا سایہ مل رہیگا اسکو عقبیٰ مین

ابروے مبارک

۱۱۰
وِلا تصویرِ حسنِ ابروِ پُرخم سے ڈرتا ہون — حفاظت سے بہت بچ بچ کے اپنا کام کرتا ہون
جو آجاتا ہون خطرے مین تو پھر مین کر گزرتا ہون — نہین کچھ جان کی پرواہی اس ابرو پہ مرتا ہون

سمجھتا ہون مین تیغِ تیز اس ابروے پُرخم کو
الٰہی خیر گزری تو نے دی رحمِ مجسم کو

۱۱۱
مصوّر کا ہوا جب سر قلم اس تیغِ ابرو سے — اسے ہاتھ آگیا اچھا قلم اس تیغِ ابرو سے

[1] کاکل شمع ـ کنایہ از دود شمع ۱۲
[2] زلفِ عروس نام گلے ۱۲

ہوا شنجرف کا سامان بہم اس تیغ ابرو سے — بنا وہ خانِ یاقوتی رقم اس تیغ ابرو سے

مزا یہ ہے اسی کے گھاٹ پر وہ چڑھکے پار اُترا
بحمداللہ قلم سے نقشِ تیغ آبدار اُترا

۱۱۲
صفات اسکے کشادہ۔ پرخم و پرچین و پیوستہ — دل آرا۔ دلفریب و دلکشا۔ دلکش کمربستہ
سبکدست و کماندار و دلیر و شوخ و وارستہ — سیہ۔ پرتاب و زرین عنبرین مشکین و وابستہ

ولا تشبیہ اسکی ناخن و تیغ و کمان چوگان
ہلال و مد پل و طاق و کلید و مطلعِ دیوان

۱۱۳
یہی ابرو ہین حاجب خسروِ مغز پیمبر کے — یہی ابرو دو کمربستہ نگہبان طارمِ سر کے
یہی ابرو ہین دو تیغے شجیعان و لاور کے — انھین کے موے مشکین نقش ہین تیغونکے جوہر کے

گھنے بالون سے جب ابروے مردانہ نظر آئے
ولا کفار کے دل ہیبتِ ابرو سے تھرائے

۱۱۴
سخنگو ابروِ خمدار کو شمشیر کہتے ہین — بلیغانِ سخنور تیغ عالمگیر کہتے ہین
اگر ناوک فگن اس کو کمان تیر کہتے ہین — ہم اس کو جوہر شمشیر کی تصویر کہتے ہین

ولا وہ تیغ ہے یہ جو سرِ کافر پہ چلتی ہے
شجیعانِ عرب کے ہاتھ سے بچکر نکلتی ہے

اسے تیرِ نگاہ چشمِ خوبان کی کمان کہیے
اسے طاقِ حریمِ پاکِ خلاقِ جہان کہیے[1]

۱۱۵

اسے قوسِ قزح کہیے۔ ہلالِ آسمان کہیے
اسی کو سایۂ تیغِ نبی دارالامان کہیے

ولا ہم پار اُترینگے اِسی پُل کے سہارے سے
ملیگا ساحلِ مقصد اس ابرو کے اشارے سے

ولا دو ابرو و نکو بیت کہتے ہین سخن پرور
قصیدے مین مرے روشن انھین سے مطلعِ انور

۱۱۶

اگر وہ بیت ہین بیت الغزل ہین ابروِ سرور
انھین سے حُسنِ مطلع ہے عیان ہر اک سخنور پر

سند اشعار کی سارے سخندان اس سے لیتے ہین
مرے مضمون کی استادِ سخنور داد دیتے ہین

شمائل سے ولا ثابت تھین پیوستہ ابروئی
اسی کا تھا اثر حُسنِ تکلّم مین تھی دلجوئی

۱۱۷

اسی تعریف سے ممدوح کی ثابت ہے خوشروئی
سراپا آپکی فطرت مین تھے اوصاف خوشخوئی

کشادہ دل۔ فراخی تھی وہان ابروے دلجو مین
یہان ہے ربط دونون مصرعِ تعریفِ ابرو مین

نگہ دارم برابرویش ولا مانند شیدائے
زموے ابرویش ولہاے عالم داشت سودائے

۱۱۸

سیہ ابروے او دارد بسر تابندہ سیمائے
سرش پیوستہ از یک گوشہ اش میکرد ایمائے

ز وصفِ طاقِ ابرویش خبر نبود سخنگو را

[1] سلہ طاق ابرو۔ ابروئے کہ مثل طاق است ۱۲

	کہ گویند ابروے طاق نبی آن جفت ابرو را		
خم ابرو پہ تیرے ہے ہلال آسمان قربان اشارت کن بابروئے کہ دارد صورت چوگان	۱۱۹	ہوا برج کمان ابروے عالیشان سی عالیشان کہ تا از سر روم گوئی کہ گوئے میرود غلطان	
	فراخی انکی اُس پیوستہ ابروئی سے بہتر ہے یہ تیغ تیز ہے رحم مجسم اس کا جوہر ہے		
کبھی ابرو پہ تیرے اے ہلال ابرو نہ بل آیا خم ابرو سے تیرے ہے سر مخلوق پہ سایا	۱۲۰	کبھی ہم نے نہ اس ابرو مین بل پڑتا ہوا پایا کسی کا دل کبھی شمشیر ابرو سے نہ گھبرایا	
	زابروے گرہ دار تو روشن ذوالفقار تو وزابروے سیہ تاب تو تیغ آبدار تو		
صفت (ابرو و فراخی) کی تھی اس محراب ابرو مین جوانمردون کے دل اس وصف سے تھے اسکے قابو مین	۱۲۱	سراپا عدل تھا ابرو کے شاہین ترازو مین ولا تسخیر تھی لاریب اس ابروے دلجو مین	
	برابروے بلند اوست ابروئے فلک شیدا بشوق جلوہ اش ماہانہ برگردون شود پیدا		
بحمد اللہ کہ مداحش زابرو بہرہ مند آمد دو ابرو با خط لب در مضامین چار چند آمد	۱۲۲	زند ممدوح ما ابرو کہ وصف او پسند آمد دہان او بوصف این رباعی غنچہ خند آمد	

ابروے کمان

... ازابروے ...

برج کمان نام برجے

... از آسمان ۱۲

ابرو ... فراخی یعنی

دوابرو ... ۱۲

ابروے فلک ... ہلال باشد ۱۲

ابرو زدن کنایہ باشد از اشارہ کردن ۱۲

غنچہ خند صفت دہان است یعنی دہان متبسم کہ از او دندان مخفی باشد ۱۲

ولاؔ تشبیہ ماہ پایۂ اصل است در مضمون
کہ نشود سبز[1] ابروے ہلال از وسمۂ گردون

چشمِ مبارک

۱۲۳
مری آنکھین ہین تیرے سامنے تصویر کا آلہ
مقابل آلہ تصویر کے تیرا قدِ بالا
سوادِ چشم اس آلہ کا ہے اِک آئینہ کالا
برنگ آئینہ حیران ہے تیرا دیکھنے والا

کھڑا تھا سامنے ہیبت سے آنکھین بند تھین میری
کھلین آنکھین تو میری آنکھ مین تصویر تھی تیری

۱۲۴
مری آنکھون مین ہے تصویر اس سرور کی آنکھون کی
ولاؔ یہ ہے عجب تاثیر اس سرور کی آنکھون کی
مری آنکھون مین ہے توقیر اس سرور کی آنکھون کی
مری آنکھین ہوئین تصویر[2] اس سرور کی آنکھون کی

مین بیخود حسن سے انکے ہون بیخود انکو پاتا ہون
یہ وصفِ حسن ہے ان کا جو مین آپے مین آتا ہون

۱۲۵
رسیلی ہین سراپا چشمِ بد دور آپکی آنکھین
سوادِ خلد مین ہین غیرتِ حور آپکی آنکھین
مے وحدت سے ہین سرشار و مخمور آپکی آنکھین
جبین پر نور ہے نورٌ علی نور آپکی آنکھین

ولاؔ جسکی نہ ہون آنکھین وہ ان آنکھونکو کیا جانے
ان آنکھونکی نگہ کے عین مقصد کو خدا جانے

[1] ابروے ہلال از وسمہ آسمان سبز نشود یعنی [illegible] فارسیان بجاے [illegible] مقصود از بیان [illegible] اصل باشد [illegible]
[2] تصویر بمعنی حیرت [illegible]

۱۲۶
اگر وہ چشم حیران کو ملاتے اپنی آنکھون سے
جو آئینے مین وہ آنکھین ملاتے اپنی آنکھون سے
ہم انکو انکی تصویرین دکھلاتے اپنی آنکھونسے
وِلاؔ تصویر وحدت دیکھ پاتے اپنی آنکھونسے

بندہا جب اپنی آنکھون مین تصوّر چشمِ نازک کا
ہوا تصویر سے روشن تفاخر چشمِ نازک کا

۱۲۷
نزاکت سے نظر آتی ہین بیمار آپ کی آنکھین
غضب سی جب نظر آتی ہین خونخوار آپکی آنکھین
وِلاؔ سرمے سے ہوتی ہین وہ ہموار آپکی آنکھین
سمجھ لو کفر کے حق مین ہین تلوار آپکی آنکھین

دہان ہے سرمگینی راز مژگان کی درازی کا
یہان کفّار کے دلمین ہے ڈر کا نیزہ بازی کا

۱۲۸
بیاضِ چشم کو اہلِ نظر کافور کہتے ہین
سوادِ چشم کو شاعر سیہ انگور کہتے ہین
ہم اسکو سیم خالص او صبحِ نور کہتے ہین
ہم اسکو جوہرِ اسود۔ شبِ دیجور کہتے ہین

رگِ گل نرگس شہلا مین ہین اس آنکھ کے ڈورے
رگِ یاقوت رکھتے ہین وِلاؔ اس کان کے ہیرے

۱۲۹
انھین کے شوق مین شام و سحر بیدار ہی نرگس
مگر پابندِ لطف صحبتِ گلزار ہے نرگس
چمن مین اپنے مطلب کی بڑی ہشیار ہے نرگس
فراقِ چشمِ نازک مین وِلاؔ بیمار ہے نرگس

اگر آنکھونکو شاعر نرگسِ بیمار کہتے ہین

ہم اِن آنکھوں کو اُس بیمار کا غمخوار کہتے ہین

۱۳۰
بڑی آنکھوں کا چلنا ہے پتا حُسنِ شمائل سے
سراپا متصف حُسنِ بصارت کے فضائل سے
فراست لازمہ اسکا تیافے کے خصائل سے
نظر کی خوبیاں ثابت شمائل کے رسائل سے

نگہ کی اسقدر قوت تھی چشمِ سرمہ پالا مین
وِلا گیارہ ستارے آپ گنتے تھے ثریّا مین

۱۳۱
انھین آنکھونکو کہتے ہین گلِ نازک سخن پرور
شبیہ غنچۂ سربستہ بند آنکھین تری سرور
دل و جان سے فدا ہین شاعرِ رنگین بیان جن پر
(کھُلی آنکھین) بلاغت کے چمن کے پھول سرتاسر

عجائب گُل کھِلا۔ آنکھین کبھی غُنچہ کبھی گُل ہین
سخن سنجانِ رنگین داستان اس گُل کے بلبل ہین

۱۳۲
بندھا جب میری آنکھونمین سمان دلبر کی آنکھونکا
بنا عاشق وِلا مین اپنے پیغمبر کی آنکھون کا
مری آنکھونمین نقشہ کھنچ گیا اُس سرکی آنکھونکا
لقب ہے پاک بین حق بین اسی سرور کی آنکھونکا

صدف چشمان پرگوہر فداے اشکِ چشمِ او
سرشکِ ابرِ نیسان آب شد از رشکِ چشمِ او

۱۳۳
پیمبر جب تری آنکھین مری آنکھونمین آتی ہین
مری آنکھونمین وہ سرمہ بصیرت کا لگاتی ہین
بشکلِ مردمک وہ میری آنکھونمین سماتی ہین
خدائی کا تماشا مجکو جی بھر کر دکھاتی ہین

یہ مرکبِ استعارہ
[illegible] ۱۲

ترى تصوير سے جان آگئى اب ميرى آنكھون مين
جگه مجكو ملى جسكى بدولت تيرى آنكھون مين

۱۳۴ جب اُترى آيت ابروے خالق ان آنكھونپر — تو سمجھين پھر ملائك كيون نه ان آنكھونكو پيغمبر
لقامين حور ہين صورت مين مثلِ چشمهٔ كوثر — فرشته خوانهين كہنے لگے سارے سخن پرور

نظر كے منتظر (اس آنكھ كے بيمار) رہتے ہين
حكيمانِ حذاقت خو مسيحا اس كو كہتے ہين

۱۳۵ ٹھہرتى ہى نهين آنكھ اپنى اے سرورِ ان آنكھونپر — دل و جان سے صدف قربان اور گوہر ان آنكھونپر
تصدق ہين فلك كے نيّرِ انور ان آنكھونپر — فدا ہے ابلقِ ايام سرتاسر ان آنكھون پر

ہم آنكھون سے لگا ركھتے ہين سرور تيرى آنكھونكو
سمجھتے ہين سراپا نورِ انور تيرى آنكھون كو

۱۳۶ وِلا اب تھك گيا ہے خامهٔ نازك رقم اپنا — سراپا ہے پسينه جسم مين گھٹتا ہے دم اپنا
وفورِ ضعف سے آگے نهين بڑھتا قدم اپنا — ادب كا مقتضا يه ہے كه اب روكين قلم اپنا

صله ہم كو ملا معقول پيغمبر كى آنكھون سے
ٹپكتى ہے مسرت اے وِلا سرور كى آنكھون سے

مردمكِ مبارك

ولاؔ گو ہم فنِ تصویر مین استاد ہین کامل ہوا ہے آج ہمکو چارچشمی کا شرف حاصل	١٣٧	مگر آنکھون کی نازک پتلیون کا عکس ہے مشکل اُچھلتا ہے خوشی سے سینۂ صافی مین اپنا دل

مگر دل تھام کر پھرتی سے کام اپنا کیا ہم نے
ولاؔ آنکھون کے آئینے پہ عکس اس کا لیا ہم نے

یہ نازک پتلیان جب دیدۂ عاشق مین آتی ہین دکھا کر اپنی صورت اس کو دیوانہ بناتی ہین	١٣٨	جمالِ صورتِ پرنور کا جلوہ دکھاتی ہین مگر تصویر مین عکسِ مصور پائی جاتی ہین

بنقشِ مردمک لوحِ سوادِ دیدہ روشن شد
کہ عکسِ قامتِ روشن نگارِ دیدۂ من شد

یہی ہے مردمک اس خانۂ چشمِ مبارک کی یہ روشن شمع ہے پروانۂ چشمِ مبارک کی	١٣٩	یہی لیلےٰ ہی دیوانۂ چشمِ مبارک کی ولاؔ ساقی ہے یہ پیمانۂ چشمِ مبارک کی

مئے وحدت سے ہین سرشار اسکے چاہنے والے
مسیحا وہ ہے اور بیمار اس کے چاہنے والے

یہی پتلی حکیمون کی ہے یاور انکی حکمت مین سکندر کی یہی ہادی ہے آئینے کی صنعت مین	١٤٠	یہی تصویر عکسی کی ہے رہبر نقشِ صورت مین یہ میری آنکھ کی پتلی ہے اندازِ محبت مین

محبت اسکی میرے دلمین ہے وہ تیری آنکھون مین

تری تصویر پُتلی بنگئی ہے میری آنکھون مین

۱۴۱
اسی پتلی کا ہے آئینہ خانہ دیدۂ انور
ہوے ٹے اسکے دروازے صفِ مژگان ہی بھرکر
پڑے رہتے ہین دائم سات پردے قصر کے اندر
مگر وہ پردۂ شرعی مین ان پردونسے ہے باہر

یہ دن مین جاگتی ہے رات مین ہشیار سوتی ہے
عبادت کے لئے راتون مین یہ بیدار ہوتی ہے

۱۴۲
سخنور اسکو ابرِ قطرۂ باریدہ کہتے ہین
منجم اسکو نقشِ نیرِ تابیدہ کہتے ہین
اسی کو جوہری اک جوہرِ سنجیدہ کہتے ہین
بلاغت مین ہم اِسکو نورِ چشم دیدہ کہتے ہین

نزاکت مین اسے نازک کہا سارے حسینون نے
کہا ہے نور کے پُتلے کو پُتلی دوربینون نے

۱۴۳
نزول آب سے یہ جب کبھی بیمار ہوتی ہے
نظر پھیلی ہُوئی پڑتی ہے اس کو بار ہوتی ہے
وَلَا شدت مین عینک آنکھ پر بیکار ہوتی ہے
پھر اپنے پردۂ اوّل سے یہ بیزار ہوتی ہے

معالج بعد ردّ و قدح پردہ چاک کرتے ہین
دُعا سے اسکو سرور اس مرض سے پاک کرتے ہین

مژگانِ مبارک

۱۴۴
مری مژگان بنی ہین مو قلم تصویرِ مژگان مین
یہی تصویر کی تھی ایک صورت اپنے امکان مین

اسی تدبیر سے آیا نہ مین چشم نگہبان مین
الجھ کر ورنہ رہجاتا یہان نیزونکے طوفان مین

ولا اس کام مین بھزاد سے مین نے مدد پائی
اسی کی رہبری سے یہ نئی ترکیب ہاتھ آئی

۱۴۵
جب اس مژگان نازک کی کہنچی تصویر آنکھونمین
ولا اس قدح سے بڑہنے لگی تنویر آنکھونمین
نظر آنے لگی تیزی سے نازک تیر آنکھونمین
جمی تصویر مژگان کی بہر تقدیر آنکھونمین

اسی تصویر کو آنکھون سے کاغذ پر لیا ہم نے
تصوّر کو ولا تصویر کا جوہر کیا ہم نے

۱۴۶
ولا خنجر ہین مژگان جن کا کافر خوف کرتے ہین
ولا تیغے ہین یہ جن سے عدو پر وار کرتے ہین
ولا بھالے ہین یہ جن سے دلِ کفار ڈرتے ہین
ولا ہم راستی پر ان پریزادون کی مرتے ہین

عرب کے نیزہ بازون کی ہے صف آنکھونمین جان انکی
خم ابرو سے ترکِ چشم نے پائی کمان انکی

۱۴۷
حبش کے ہین سپاہی مستعد اشکونکی ڈہالون سے
لڑا کرتی ہین دن بھر دو صفین جرّار بھالون سے
یہان ہے استعارہ آپکی پلکونکے بالون سے
سراسر ناک مین گورونکا دم ہے ایسے کالون سے

ولا یہ جنگِ مصنوعی ہے حملے ذہن مین ہوتے ہین
ہمیشہ رات مین یہ دونون باہم ملکے سوتے ہین

بلاغت میں ہیں تشبیہات انکے دشنہ و نشتر نیستان ۔ گلستان ۔ الماس ریزہ ۔ رشتۂ گوہر	۱۴۸	خدنگ و ناوک و پیکان ۔ سنان و نیزہ و خنجر کلید و قفل و کلک و پنجہ ۔ تار و سوزن و مسطر

خبر کفار کی لیتی ہین یہ مژگان لڑائی مین
ولاؔ یہ صلح کل ہین اہلِ ایمان کی بھلائی مین

باغماضِ نظر دائم برابر و میزند مژگان چو مژگان گرم ساز د برخِ خورشیدِ تابستان	۱۴۹	بامعانِ نظر دارد بہم صد نیزۂ پنہان مژہ در دیدۂ او بشکند از چہرۂ تابان

خجل مژگانِ خورشید از سیہ مژگانِ چشمانش
کہ صد مژگان زرین واله یک موے مژگانش

نگاہِ مبارک

کھڑا ہون صورتِ آئینہ تیرے سامنے سروؔ ٹھہرتی ہی نہین میری نگہ تیری نگاہون پر	۱۵۰	نظر آجاے گر تیری نگہ دیکھون نگہ بھر کر نظر جمتی نہین اپنی تو پھر تصویر ہو کیونکر

مری نظرون مین گر قسمت سے آجاتی نظر تیری
تو پھر میری نگاہون مین سما جاتی نظر تیری

اُٹھائی اسنے پھر اپنی نظر دیکھا محبت سے نظر سے جب نظر اسنے ملائی عین اُلفت سے	۱۵۱	جمائی اسنے پھر اپنی نظر ہم پر عنایت سے نظر پر چڑھ گئے ہم اے ولاؔ اسکی کرامت سے

ل پیکان نیزہ بزدن
عہ عرض کردن و سر تافتن ۱۲
عہ مژگان برہم کردن
نظارہ کردن ۱۲
عہ مژہ در دیدہ و چشم
عہ شکستن مژہ از گردش چشم ۱۲
عہ مژگان خورشید شعاعی ۱۲
شہ مژگان زرین سر مژگان روشن ۔ اشارہ بہ مژگان خورشید کہ در مصرع اول است ۱۲

نظر مین آگئی اُس کی نظر دیکھا نظر بھر کر
جمایا اس کا خاکا ہم نے لوحِ چشمِ بینا پر

۱۵۲
نگاہِ پاک کی تصویر مین اعجاز ہاتھ آیا
مرے پہلو مین جب دل اپنی ناکامی سے گھبرایا
نہ اُس کا جسم تھا کوئی نہ آنکھون مین جما سایا
تصور نے نگاہِ پاک کا یہ معجزہ پایا

نگہ میری تری آنکھون پہ آنکھین میری آنکھون مین
عجب اعجاز ہے میری نگہ ہے تیری آنکھون مین

۱۵۳
نگاہِ پاک کی تصویر مین آنکھون مین پاتا ہون
اگر آنکھون سے وہ اندھے ہین کانون سے سناتا ہون
قلم سے اپنے مین اہلِ بصیرت کو دکھاتا ہون
جو سُن سکتے نہین انکو اشارون سے بتاتا ہون

غرض کو مثلِ جوہر آج محکم کر دیا مین نے
وِلا غیرِ مجسّم کو مجسّم کر دیا مین نے

۱۵۴
نگاہِ تیز کی تشبیہ تیغ و تیر و خنجر ہے
کمان۔ تیر نگہ کی ابروِ خمدارِ سرور ہے
نیامِ تیغ و خنجر وہ غلافِ چشمِ انور ہے
ولا کفار کے دلمین انھین کا خوف ہے ڈر ہے

محبت کی نگہ مخصوص ہے اربابِ ایمان سے
مروت کی نظر روشن ہے نقشِ چشمِ خندان سے

۱۵۵
اِسی تارِ نگہ کو سوزنِ مژگان سے ہے رشتا
یہی سوزن سیا کرتی ہے زخمِ دلکو سرتاپا

یہی تارِ نگہ ہے آپکی تسبیح کا رشتا
اسی مین دانہ ہاے اشکِ روشن گوہر یکتا

یہی مژگان ہین چلمن - خانۂ دل کے دریچے کی
دریچہ آنکھ ہے اور گھر کی مالک آنکھ کی پُتلی

۱۵۶ برہمن اس نگہ کو رشتۂ زنار کہتے ہین
مسلمان اسکو نورِ ایزدی کا تار کہتے ہین
نگاہِ قہر کو ہم تیغِ آتشبار کہتے ہین
نگاہِ مہر کو نازک نظر کا پیار کہتے ہین

نگاہِ مہرِ سرور کی مسلمانون پہ پڑتی ہے
نگاہِ قہرِ پیغمبر کی ہر کافر سے لڑتی ہے

۱۵۷ نظر انداز وہ کرتا ہے خلقت کی خطاؤن کو
بچاتا ہے نظر آسان بناتا ہے سزاؤنکو
نظر نیدی مین رکہتا ہے وہ ظالم کی جفاؤنکو
چھپاتا ہے نظر سے اے وِلا اپنی عطاؤنکو

نظر بازانِ صورت کو وہ نظرون سے گراتا ہے
نگہدارانِ سیرت کو نظر پر وہ چڑہاتا ہے

۱۵۸ وِلا وہ اپنی اُمّت کے لئے جب آپ روتے تھے
وضو مین روے روشن آنکھ کے انسوؤن سے دھوتے تھے
اسی تارِ نگہ مین اشک کے موتے پروتے تھے
اسی تسبیحِ اقدس سے گہرِ آب بہتے تھے

اسی تسبیحِ مروارید سے ہم نے صلہ پایا
اسی سے مدحتِ عارض کا ہم نے حوصلہ پایا

عارضِ مبارک

ولاؔ تصویرِ حسنِ نورِ عارض تھی بہت مشکل
سراپا دل مرا اندازِ مشکل پر رہا مائل ۱۵۹
ہمیشہ عکسِ صورت مین چمک ہوتی رہی حائل
اسی سرور کے سانچے مین مرا مقصد ہوا حاصل

چمک اس عارضِ روشن کی گو عارض نظر آئی
مگر تدبیر[1] سے اس چاند کی تصویر اُتر آئی

ملا جب مو قلم زلفون کے نازک استعارے سے
نمایان ہوگئی تصویر اس عارض کے جلوے سے ۱۶۰
خطِ مشکین یہان ظاہر ہوا عارض کے صفحے سے
چمک اُٹھے بہم رخسار اس سرور کے چہرے سے

فدا ہونے لگے جب چاند سورج نقشِ صورت پر
ہوا مجکو بھروسا اے ولاؔ اس اپنی صنعت پر

سخنور عارضِ پر نور کو چہرا سمجھتے ہین
وفورِ نور سے اخگر کو وہ شعلا سمجھتے ہین ۱۶۱
خدا معلوم وہ چہرے کو تیرے کیا سمجھتے ہین
ہم اس عارض کو مہر و چاند کا ٹکرا سمجھتے ہین

اگر عارض مقامِ آمدِ خط کا اشارہ ہے
تو پھر چہرہ ہے مصحف اور عارض اسکا پارہ ہے

اسی عارض مین ہے شانِ نزولِ الفِ عالیشان
اسی قرآن مین ہے سورۂ والشّمس کا عرفان ۱۶۲
انھین لفظون مین ہے عارض اسی عارض مین ہے قرآن
اسی والشّمس کے خط سے ملی واللّیل کی برہان

[1] تدبیر سے وہی یاد مراد ہے ۱۲

وَلا مصحف کہلا رہتا ہے رحلِ خط پہ کعبے مین
اسی کا صفحۂ روشن ہے عارض اسکے چہرے مین

۱۶۳
اسی عارض کو اربابِ لُغت رُخسار کہتے ہین — اسی کو شاعرِ رنگین بیان گلزار کہتے ہین
بلاغت آفرین اسکو گُل بے خار کہتے ہین — ہم اس عارض کو روشن مطلعِ انوار کہتے ہین

چو بر آتش پرستان سرورِ ما عارض[له] افروزد
ز تابِ حسن و سوزِ خشم مہر و ماہ را سوزد

۱۶۴
کہا کرتے ہین چہرے کا عارض سارے پری پیکر — ہم اس عارض کو کہتے ہین وِلا انوار کا جوہر
اسے رشکِ قمر کہتے ہین شاہانِ بلند اختر — منجّم عارضِ روشن کو کہتے ہین شہِ خاور

ہوے اک برجِ روشن مین قرینِ دو نیّرِ تابان
قرانِ مہر و مہ کہنے لگے پھر اسکو ہیأت دان

۱۶۵
گُلِ عارض پہ قربان زلفِ لیلےٰ بلبلِ آمُل — اِسی گُل پر فدا زلفِ بنفشہ کاکُلِ سنبل
اسی گُل سے ٹپکتا ہے پسینہ مثلِ عطرِ گُل — اِسی گُل کے بہارِ حُسن کا مدّاح ہے بلبل

اسی کے رنگ و بو پر گلرخانِ دہر مرتے ہین
وہ اپنے حُسنِ عارض کو تصدق اسپہ کرتے ہین

۱۶۶
اگر گلپوش ہے عارض تو اُس کا نام گلشن ہے — اگر آتش فشان ہے یہ تو بیشک شعلۂ تن ہے

له عارض افروختن خشمناک شدن ۱۲

تجلّی ہے اگر اس مین تو پھر یہ برقِ[1] ایمن ہے
دل افروزی جب اس مین ہے تو نورِ شمع گردن ہے

ترے عارض پہ قربان برق و شمع و شعلہ و گلشن
اسی عارض سے تیرے ۔ نام عارض کا ہوا روشن

۱۶۷ روایت ہے نہ تھی بالید گی رخسار انور پر
ٹپکتے تھے کبھی عارض کے قطرے ناف اطہر پر
نظر آتی تھی عارض پہ تری جیسے گُل تر پر
کبھی رہتے تھے دونون ہاتھ رخسارِ منور پر

غمِ اُمت کو وان مخفی رکھا سردارِ عالم نے
یہان اِس حُسن سے تصویر اسکی کھینچدی ہم نے

بینی مبارک

۱۶۸ قلم نے ناک رکھ لی فکر کی ۔ تعریفِ بینی مین
بڑا مشّاق ہے خامہ کسی کی خوشہ چینی مین
بہت مشہور ہے اپنا قلم باریک بینی مین
بڑا ممتاز ہے ممدوحِ حُسنِ نازنینی مین

ہوا جس دن سے تشبیہات بینی مین قلم داخل
وِلا اس روز سے باریک بینون مین ہین ہم داخل

۱۶۹ وِلا تعریفِ بینی مین طبیعت ہے بلند اپنی
طبیعت وصفِ بینی سے ہوئی جب بہرہ مند اپنی
مگر افسوس اِسکا ہے زبان پلٹے ہین نبد اپنی
سخندانونکو پھر ہونے لگی مدحت پسند اپنی

شمائل کی کتب بینی سے دُہری ہوگئی قوّت

[1] برق ایمن کنایہ از تجلّی است طور ۱۲

وِلا بینی کے سوراخون سے پھر بڑھنے لگی فرحت

۱۷۰
دماغِ پاک ہے نازک مقامِ مہبطِ انور
ٹپک جاتے ہین بینی سے رطوبات دماغ اکثر
اسی بینش کی بینی ہے مرادف۔ ماخذ مصدر
کہا کرتے ہین اسکو صاحبِ انفاس نام آور

خدا بینی کی رہبر بینیِ اقدس پیمبر کی
تکیلی ہے سراسر بینیِ اقدس پیمبر کی

۱۷۱
چمن مین غنچۂ گلنار ہے یہ بینیِ اقدس
جمال بینی دستار ہے یہ بینیِ اقدس
نظر مین شعلۂ انوار ہے یہ بینیِ اقدس
بلند و نازک و خمدار ہے یہ بینیِ اقدس

وِلا این خامۂ بینی کند معجز طرازیہا
بحرف جانفزا پیوستہ دارد دلنوازیہا

۱۷۲
تعالی اللہ یہ کیسی سُتی ہے آپکی بینی
عروجِ نور ہے وصفِ عروجِ بینیِ عالی
پریزادون نے حیرت سے رکھی ہے ناک پر انگلی
حقیقت مین یہی ہے ناک اس حُسنِ مجسّم کی

مقدس ناک انگشتِ شہادت کی اشارت ہے
وِلا شقّ القمر اُس ماہِ عارض کی روایت ہے

۱۷۳
بہت نازک ہین نتھنے مرتبے مین لب سی بالاتر
اسی اک راہ سے جاتی ہے بیرونی ہوا اندر
انھین کہنے لگے فُرس و عرب بینی پرہ۔ منخر
ممدِ زندگی ہوکر نکل آتی ہے پھر باہر

شمیم عطر و عنبر مغز مین اس دسے جاتی ہے
اسی منفذ سے خوشبوے مبارک ہم کو آتی ہے

خمِ ابرو رواق مسجد و گنبد یہی سر ہے
دہن اس مسجد اقصیٰ مین مثلِ حوضِ کوثر ہے
۱۶۴
جبینِ صاف اقدس صحنِ مسجد کے برابر ہے
وِلا یہ بینیِ اقدس اسی مسجد کا منبر ہے

بروے روشن او بینی نازک اگر بینی
بتوحید خدا بینی کنی توبہ ز خود بینی

چڑہی رہتی تھی جن کی ناک خود بینی سے اے سرو
اسی سے ناک مین رہتا تھا دم کفار کا اکثر
۱۶۵
رگڑتے تھے وہ اپنی ناک اقدام مبارک پر
اسی سے ناک اونچی تھی مسلمانونکی سر تا سر

مسلمان بیٹھنے دیتے نہ تھے جب ناک پہ مکھی
اسی غیرت پسندی سے رہا کرتی تھی ناک اونچی

چڑہائے ناک جو رہتے تھے تھا جن کا دماغ اونچا
وہان نخوت سے جن کفار کے تہا ناک پر غصا
۱۶۶
وِلا گہستے ہوے ناک انکو ہم نے بار ہا دیکھا
نکل جاتا تھا بہ کر ناک کے رستے دماغ انکا

عرب مین اپنی خود بینی سے جو کافر اکڑتے تھے
وہ اپنی ناک (انھین قدمونپہ سر رکھکر) رگڑتے تھے

گوش مبارک

نہ ہاتھ آیا ہمین اس کان کا حلیہ رسائل سے
صفاتِ حق نیوشی ہم نے پائے ہین خصائل سے
۱۷۷
سنا ہم نے نہ کانون کان کچھ اہلِ شمائل سے
ہوے گوش آشنا گوشِ مبارک کے فضائل سے

بگوشِ گل نخورد چون ازگلِ گوشش تو تعریفش
دو وگل از گلستان گوشش بر آوازِ توصیفش

لگا کر کان ہم سنتے ہین وصفِ گوشِ پیغمبر
کسی تشبیہ مین ہم نے نہ پایا کان کا زیور
۱۷۸
دبائے کان بڑھ جاتے ہین لفاظانِ مدحت گر
اگر ہم پوچھتے ہین ہاتھ دھر رکھتے ہین کانون پر

وِلا اشعار اپنے جب کبھی کانون مین پڑتے ہین
سخندانان نازک فہم کان اپنے پکڑتے ہین

یہ وہ گل ہین وِلا جن پر دل و جان ہین گل قربان
زِ گل موے گوش نازکش پیش سخن سنجان
۱۷۹
لوین انکی ہین برگِ گل سے نازک شہرۂ بستان
بسلک مویش از آبِ خضو صدلولو غلطان

اسی گوہر سے کہتے ہین صدف کانونکو اہلِ فن
وِلا یہ کان ہین یا جوہرِ اسرار کے معدن

لو ون کو مہ جبین خورشید زیوردار کہتے ہین
سخنور انکو اوراقِ گلِ بے خار کہتے ہین
۱۸۰
انھین اہلِ نظر آئینۂ انوار کہتے ہین
ہم انکو جوہرِ آویزۂ اسرار کہتے ہین

وِلا انکی صفت مین کیون نہ ہو اپنی زبان پیاری

۱۶۳

مثل ہے کان پیارے ہین تو انکی بالیان پیاری

۱۸۱
انھین گوش مبارک مین سراسر حق نیوشی تھی
سُنے جاتے تھے سب کچھ لب پہ اک مُہرِ خموشی تھی
انھین سے زلف کی سرگوشیان تھین گرمجوشی تھی
گنہ گارانِ اُمت کی اسلا پا پردہ پوشی تھی

شگفتہ گل سخندانانِ عالم انکو کہتے ہین
یہ اون زلفون کے پیچھے سایۂ سنبل مین رہتے ہین

۱۸۲
پسِ گوشِ مبارک گیسوت استادہ خاموشی
خطِ عارض ز زلف عنبرین بکشادہ آغوشی
وِلا گویند دارد در جہان دیوار ہم گوشی
گلِ گوشِ تو شد از سنبل و ریحان چمن پوشی

بہ تشبیہ ہمایون گوش[1] دریا حلقہ در گوشش[2]
بآئین محبت جوہر دریا[3] در آغوشش

۱۸۳
ہر اِک معروض پر وہ کان دہرتے تھے محبت سی
بھرا کرتے تھے گو کفارانِ کانون کو غیبت سی
مگر وہ کان کے کچّے نہ تھے نفرت تھی تہمت سے
نہ چلتی تھی کبھی اس کان پر جون حُسنِ نیّت سے

بہت سے کاہنون کے کان کاٹے پختہ کاری مین
بہت سے کاتبون کے کان کترے ہوشیاری مین

۱۸۴
وِلا پیرانِ کافر طفلِ مکتب بنکے آتے تھے
کبھی وہ خود دبائے کان اس محفل سے جاتے تھے
پکڑ کر کان جنکے وہ اُٹھاتے تھے بٹھاتے تھے
کبھی انکو پکڑ کر کان محفل سے اُٹھاتے تھے

[1] گوش دریا کنایہ از صدف ۱۲
[2] حلقہ در گوش کنایہ از مملوک و غلام ۱۲
[3] جوہر دریا کنایہ از گوہر ۱۲

کبھی وہ گوشمالی کا مزا کانون سے لیتے تھے
کبھی غفلت سے انکے کان سرور کھولدیتے تھے

۱۸۵
فضیلت مین تھے نبیون سے رسولِ محترم آگے
صفاتِ گوشِ اقدس مین ہے اور ونسے ہم آگے
سماعت تیز تھی اغماض اس سے دو قدم آگے
رہا کرتا ہے جیسے دستِ کاتب مین قلم آگے

یہان اعضاے اقدس مین شمائل ساتھ رہتے ہین
حقیقت مین ولاؔ حسن سراپا ہمکو کہتے ہین

زُلفِ مُبارک

۱۸۶
ولاؔ تصویرِ زلفِ پاک کا اب وقت آیا ہے
یہان نارِ زنگ کو موقلم مین نے بنایا ہے
مری آنکھون نے پیاری زلف کا نقشہ جمایا ہے
سوادِ چشم نے بہزاد کا خاکا اڑایا ہے

جب اسکے حلقہ ہاے زلف کی تصویر اتر آئی
ہر اک عارض پہ دو دو چاند کی صورت نظر آئی

۱۸۷
بنی بسم اللہ تعریفِ زلفِ سرورِ عالم
ولاؔ کرنے لگے ہندو سے کافر مشورہ باہم
جو کافر زلف کو کافر سمجھتے تھے ہوے برہم
طفیلِ مصحفِ عارض ہے دونو پہ غالب ہم

مسلمان کرکے چھوڑا کافرونکو اے ولاؔ ہم نے
جھکا کر انکا سر نیچا دکھایا زلفِ پرخم نے

۱۸۸
یہی زلفِ رسا بسم اللہِ عنوانِ عارض ہے — یہی شانِ نزولِ آیتِ خط۔ شانِ عارض ہے
اسے کافر سمجھنا کافر و کفرانِ عارض ہے — اگر ایمان کی پوچھو تو یہ ایمانِ عارض ہے

مُسلسل مصحفِ عارض مین ہے تفسیر زلفونکی
یہان طغراے اسمِ پاک ہے تصویر زلفونکی

۱۸۹
اگر زلفونکو زلفِ شب[1] سمجھتے ہین سخن پرور — شبِ دیجور کہتے ہین سخن سنجانِ نام آور
بلاغت نے کہا شبرنگ و مشک و نافہ و عنبر — شبِ قدرِ مبارک انکو ہم کہتے ہین اے سرور

یہی معراج ہے فکرِ بلندِ عرش پیما کی
اسی سے ہے فضیلت خلق مین اپنے سراپا کی

۱۹۰
وِلا عارض پہ دو زلفین ہین زیرِ سایۂ کاکل — انھین زلفونسے ہے آشفتہ جان آشفتہ دل سنبل
اسی زلفِ معنبر کا بنفشہ بنگیا بلبل — انھین زلفونکی خوشبوئی پہ ہے نازان چمن مین گل

بزیرِ سایۂ اش باشد گلِ گوش و بناگوشش
مسلسل زلفِ رخش بگذشتہ از رخسار تا گوشش

۱۹۱
شمیم جانفزاے زلف جب گلشن مین جاتی ہے — وہان زلفِ عروس[2] گلبدن کو شرم آتی ہے
چمن کی سیر مین جب زلف آنکھ اس سے ملاتی ہے — پریشان سر بسر وہ زلفِ سنبل[3] کو بناتی ہے

صبا زلفِ صبا[4] اے زلف کہلاتی ہے گلشن مین

[1] زلفِ شب تیرگی شب ۱۲
[2] زلفِ عروس نام گلے ۱۲
[3] زلفِ سنبل سنبل باشد ۱۲
[4] زلفِ صبا صبا باشد ۱۲

وہ اتراتی ہوئی بو تیری لیجاتی ہے گلشن مین

192
سمجھتے ہین منجم چرخ کا بُرجِ بلند اسکو
کہا کرتے ہین سب صیاد دام و طوق بند اسکو
نسیمِ صبحدم کہنے لگی مشکین پرند اسکو
پہلوانانِ گردون جست کہتے ہین کمند اسکو

حقیقت یہ ہے جتنا مُنہ ہے اتنی بات کرتے ہین
ہم اُس عارض پہ اِن زلفون سے دنکو رات کرتے ہین

193
نگاہِ معدلت مین تازیانہ ہے ترازو ہے
وِلا جادوگرون کی آنکھ مین یہ زُلف جادو ہے
چمن مین یہ سمن پوش و سمن سا ہے و سمن بو ہے
یہان یہ مشرکانِ ہند کی آنکھون مین ہندو ہے

انھین ہاتھون کو ہم کہتے ہین چھوٹا مُنہ بڑی باتین
اگر ہم ٹوکتے ہین وہ سنا دیتے ہین صلواتین

194
سخنور زُلف کو جب اژدہا و مار کہتے ہین
ہم اِن زلفون کو عنبر بیز و عنبر بار کہتے ہین
پریشان حال عاشق اسکو تار و مار[1] کہتے ہین
مسلمان اِن کو سُبحہ برہمن زنّار کہتے ہین

سخندانانِ نازک فہم کی طبع آزمائی ہے
نبی کی زُلف کو درگاہِ خالق تک رسائی ہے

195
وِلا زُلفِ نبی پُرتاب ہے پُرخم ہے پیچان ہے
غمِ اُمّت مین آشفتہ ہے غمگین ہے پریشان ہے
سیہ پوش و سیہ پیکر ہے شبرنگ و شبستان ہے
ہر اک مدّاح اس غمخوار پر سو دل سے قربان ہے

[1] تار و مار بمعنی پریشان ۱۲

بلاکی زُلف ہے اور ہم بلائین اسکی لیتے ہین
بلاگردان ہین ہم - اسکی بلا پر جان دیتے ہین

بلاغت سے سخندانون نے ایسا حوصلہ پایا
مگر اس طرز سے اپنا دلِ محتاط گھبرایا
۱۹۶
بیان وہ کر گئے بے خوف انکے دلمین جی آیا
سہارے کے لئے سر پہ ہوا اس زُلف کا سایا

وِلا یہ زُلف خود محتاط ہے اپنی درازی مین
ہمین حدِ ادب ملحوظ ہے مدحت طرازی مین

دہانِ مُبارک

دہن کے نقش کا قصد اے وِلا ہر چند تھا اپنا
بھروسہ تھا ہمین ممدوح دانشمند تھا اپنا
۱۹۷
مگر اُس بیدہانی سے یہان مُنہ بند تھا اپنا
اصولِ راقمِ[له] یکتا کا دل پابند تھا اپنا

شو ومانی رقم پرداز تصویرِ دہانش را
بدست آرو بجاے خامہ گر موے میانش را

مرے ممدوح نے یہ سنکے فرمایا بہت اچھا
پڑا یہ خاکہ تصویر کا پایا بہت اچھا
۱۹۸
بس اس ارشاد سے موقع ہی ہاتھ آیا بہت اچھا
ہوا ارشاد (قابو تونے یہ پایا بہت اچھا

ادب سے عرض کی سرکار نے موقع دیا مجکو
اسی ارشاد سے نقشِ دہن ہاتھ آگیا مجکو

له راقم شیرین سخن خان. ایک مشہور استاد گذرے ہین جن سے مجکو تلمذ حاصل تھا ۱۲

١٩٩
اُگلتا ہون مین مُنہ سے مدح مین لعلِ بدخشانی
مرے مُنہ پر شفق پھولی ہے اور چہرہ ہے نورانی
وِلاؔ نقشِ دہن سے میرے مُنہ پر پھر گیا پانی
برنگِ آینہ بہزاد ہے تصویرِ حیرانی

مرے آگے اُسے مُنہ کھولنا مشکل نظر آیا
چھُٹی مہتاب جب مُنہ پر تو ناکامی سے گھبرایا

٢٠٠
ولاؔ در حُسنِ تعریفِ دہانِ او دہن دارم[1]
ندارد ہیچکس ذوقِ ثناے او کہ من دارم
دہن[2] او تر کند از لطف و من ذوقِ سخن دارم
مگر انگشتِ حیرت در دہانِ خویشتن دارم

لعابے از دہانش ریخت کز آبش وضو کردم
دہن چون[3] باز کرد او من دعا را آرزو کردم

٢٠١
کرون کس مُنہ سے تعریفِ دہانِ پاک اے سرور
بہت آسان ہے کہدون مین اسکو حقّہ گوہر
حفاظت سلکِ دندانکی یہی کرتا ہے سر تا سر
حکومت اسکی ہے شام و سحر بتّیس گوہر پر

لبون کے قبضۂ قدرت مین ہر اک کام ہے اِسکا
وجودِ لب سے عالم کی زبان پر نام ہے اِس کا

٢٠٢
سُنا جب ہم نے نغمہ آج منقارِ عنادل سے
معمّاے دہن حل ہو گیا اندازِ مشکل سے
ملا رازِ نہان کا کچھ پتا ارشادِ کامل سے
تعلّق ہے دہن کے نقطۂ موہوم کا دل سے

وہ سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہین جب تک نہ دل چاہے

[1] دہن دوختن ۔ قابلیت داشتن ۔
[2] دہن تر کردن ۔ [illegible] کردن و پرسیدن ۔
[3] دہن باز کردن ۔ [illegible]

تو نشنیدی برآید از دل لب بستگان آہے

۲۰۳
اگر خاموش ہے قائل تو پھر غنچہ ہے بیہدہ گویا
تعجب اسکا نتھا گل ہوکے کیونکر ہوگیا غنچہ
اسی کو بلبلون نے گل کہا جب نہ ہوا گویا
دہن ہو کر کھلا راز نہان کا وہ مستور غنچہ تھا

تبسم مین یہان دیکھا ہمیشہ ہم نے نہان اسکو
اسی تشبیہ سے کہتے ہین شاعر غنچہ دہن اسکو

۲۰۴
شباہت مین دہن موسیقیون کا ہارمنیم ہے
دہن مین دانت بجتے ہین تو لا غنچون پہ شبنم ہے
تعلق اسکی تشبیہی کا پردون سے مسلّم ہے
سُریلی اور بلند آواز زیر و بم کی ہمدم ہے

بلاغت ہو رہی ہے اس نئی تشبیہ پر نازان
ہم اس ارگن کو کرتے ہین دہانِ پاک پر قربان

۲۰۵
دہانِ تنگ ہے حُسنِ دہان بس یہ حقیقت ہے
بڑا مرغوب تھا طرزِ بیان لطفِ فصاحت ہے
بہت میٹھی تھی حضرت کی زبان ذوقِ حلاوت ہے
ملائک مدح مین عذب اللسان حُسنِ طلاقت ہے

دہن تنگ شکر ہے آپ کی شیرین زبانی کا
لب اپنے چاٹتے ہین ہم۔ مزا ہے خوش بیانی کا

۲۰۶
ملے دو مصرعِ لب اور دونون مصرعِ دندان
مسدّس کے لئے مشکل نہ اب باقی رہی چندان
رباعی سے دہن کی ہو گئے اہلِ سخن خندان
کہ میداریم تضمین خطِ لب را لب[1] و دندان

لہ لب و دندان درشتی بکارست۔ صلاحیت انگار درشتی ۱۲

بهم نایدچو گل از خنده اے سرخوش[1] دہانِ ما
چہ خوش وصفِ دہان او برآمد از زبانِ ما

لبِ مبارک

مصوّر اے ولا تصویرِ لب کی فکر مین سب ہین
حقیقت ہیچ ہے انکی ہم انکو مانتے کب ہین
۲۰۷
مگر صنعت کو اپنی دیکھکر انگشت[3] برلب ہین
لبون مین دودھ کی بو ہے ابھی وہ طفلِ مکتب ہین

اُدھر غصّے سے وہ ہونٹھ اپنے دانتون مین چباتے ہین
اِدھر سرکار بھی ہونٹون مین اپنے مسکراتے ہین

فنِ تصویر مین مین نے کمال اپنا دکھایا ہے
لبونکا ذوق اس تصویر کے ہونٹون مین آیا ہے
۲۰۸
لبِ شیرین کا نقشہ نقشِ صورت مین جمایا ہے
اسی تصویر کے بوسے سے لب نے ذوق پایا ہے

لبِ شیرین کی مدحت سے ہوئی میری زبان شیرین
مزا یہ ہے ہوا مضمونِ شیرین سے بیان شیرین

لبِ حرف آفرین کہنے لگے اہلِ زبان لب کو
جو اُگلا لعل مُنھ سے کہدیا آتش زبان لب کو
۲۰۹
اسی اک وصف سے ہم مانتے ہین نکتہ دان لب کو
دُرافشانی[4] سے ہم کہنے لگے گوہر فشان[5] لب کو

ولا یاقوتِ لب سے ہاتھ آئے گوہرِ دندان
صدف مین لعل۔کانِ لعل مین ہین لولوءِ عمّان

۱؎ این شعر از ناصر علی ... است
۲؎ ترجمہ اے سرخوش بہم نایدچو گل از خندہ ... شاعری دہان ما ... برآمد اشعار از زبان ما ۱۲
۳؎ انگشت برلب رکھنا ... (آصفیہ اللغات)
۴؎ دُرافشانی۔ خوش کلامی۔ فصاحت (فرہنگِ آصفیہ)
۵؎ گوہرفشان صفتِ لب (بہارِ عجم)

۲۱۰
فصیحانِ عرب اس لب کو شکر بار کہتے ہین
اِسی لب کو حسینانِ جہان دلدار کہتے ہین
بلیغانِ عجم خوش حرف و خوش گفتار کہتے ہین
عروسانِ[1] چمن سب غنچۂ گلنار کہتے ہین

وِلا جب بند رہتے ہین شگوفہ نام ہے انکا
کِھلا کرتے ہین جب یہ گُل۔ تکلّم کام ہے اِنکا

۲۱۱
جب اُسکے تشنۂ دیدار کی جان آگئی لب پر
لبا و لب۔ دہان و لبالب چشمۂ کوثر
پلایا لب نے آبِ سر دجام چشم بھر بھر کر
کہا ہے نکتہ سنجون نے اسے جان بخش وجان پرور

لعابِ لب سے جب دم زخم کے لب ملگئے باہم
لبِ معجز نما معجز بیان کہنے لگے پھر ہم

۲۱۲
لبِ خاموش ہے تائید تیری بیدہانی کی
کُھلے جب لب حقیقت کُھل گئی رازِ نہانی کی
لبِ گویا نے کی تردید تیری بیزبانی کی
ملے جب لب ہوئی تصدیق میری نکتہ دانی کی

اگر اس لب کو لب جانین۔ دہن مفقود ہے تیرا
لب چشمہ اگر مانین۔ دہن موجود ہے تیرا

۲۱۳
تبسّم می تراود در تکلّم از لبِ خندان
وِلا از جنبشِ لب غنچۂ اوشگفد چندان
بآئینے کہ صبح سر[2] زند از تابشِ دندان
کہ گُل گردد[3] گلِ تر در نگاہِ آرزومندان

زحُسنِ خندہ وحُسنِ تکلّم در لبش سازے

[1] عروسِ چمن ہر یک از گل و میوہ و شاخ تازہ رستہ و درخت میوہ دار است
[2] سر زدن۔ بمعنی ظاہر شدن ۱۲
[3] گل شدن و گل کردن و گل دمیدن بمعنی ظاہر شدن

کبھی نشنید کس از (خندۂ لب بستہ) آوازے

لب و لہجہ سے روشن تھی تکلّم میں وِلا طاقت	۲۱۴	لبِ تیغ[1] دو دم کو تھی زبانِ تیز کی ہیبت
لبِ دریا[2] کو تھی دریا دلی سے لب بلب خجلت		لبِ خضرا[3] پہ روشن تھی ہلالِ لب کی ماہیت

لبِ خورشید[4]۔ خورشیدِ لبِ بام[5] از لبِ سرخش
لبِ شمع[6] از دخانِ خود سیہ فام از لبِ سرخش

لبِ شیریں کے صدقے میں ہوئی میٹھی زباں میری	۲۱۵	مزا یہ ہے بنی منقارِ طوطی ترجماں میری
زباں جب ہے وِلا شکّر شکن شکّر فشاں میری		اثر سے اسکے کیوں میٹھی نہ ہو یہ داستاں میری

اگر مل جائیں لب سمجھوں اثر شیریں بیانی کا
اگر کھل جائیں لب لوٹوں مزا شیریں زبانی کا

زبانِ مبارک

یہاں وصفِ زباں میں بند ہے میٹھی زباں اپنی	۲۱۶	زباں کھلتی۔ اگر میٹھی نہ ہوتی داستاں اپنی
نبی جی۔ وصف میں طوطی بنی ہے ترجماں اپنی		غنیمت ہے یہی چلتی نہیں جب کچھ یہاں اپنی

جبینِ پاک ہے آئینۂ روشن مرے آگے
چھپے بیٹھے ہیں استادِ ازل اس آڑ سے آگے

وِلا طوطی بگلشن شہرتِ لطفِ سخن دارد	۲۱۷	بتعریفِ زبانِ خود لبِ شکّر شکن دارد

[1] لبِ تیغ یعنی دہانۂ تیغ ۱۲
[2] لبِ دریا یعنی ساحل ۱۲
[3] لبِ خضرا یعنی آسمان ۱۲
[4] لبِ آفتاب یعنی خطوطِ شعاعی ۱۲
[5] خورشید لبِ بام از آفتاب
[6] فریب ہزار برد بسا رونق و شخص فریب اثر ۱۲
[7] لبِ شمع یعنی زبانِ شمع ۱۲

سرودِ نغمۂ بلبل مذاقے درچمن دارد
نہ آن لطفے نہ این ذوقِ زبانے ہمچو من دارد

زبانم رشکِ طوطی۔ واصفِ لطفِ زبانِ او
لسانم رشکِ بلبل نغمہ سنجِ داستانِ او

۲۱۸
مین وہ نقاش ہون جسکے مقابل ہیچ ہی مانی
زبان کے ساتھ ہے لطفِ زبان کا نقشِ لاثانی
سخن سنجی مین خلاقِ المعانی رشکِ خاقانی
دکھاتا ہون **ولاؔ** تصویر مین لطفِ سخندانی

بنقشِ برگِ گل از رنگ و بوے اوست تصویرے
بتعریفِ سخن تصویر دارد ذوقِ تقریرے

۲۱۹
ولاؔ شاگردِ صنعت مانی و بہزاد ہین میرے
سخن سنجانِ مشہورِ عجم نقاد ہین میرے
زباندانانِ نورانی زبان اُستاد ہین میرے
فصیحان و بلیغانِ عرب اجداد ہین میرے

زبان کے لطف مین اہلِ زبان سے داد لیتا ہون
کمالِ نقش مین ارژنگ چین کی داد دیتا ہون

۲۲۰
یہان وصفِ زبان مین لال ہین ساری زبان آور
کہا اہلِ سخن نے صدقِ دل سے یکزبان ہو کر
زبان ہے خشک اُنکی آج میری تر زبانی پر
ولاؔ وصفِ زبانِ پاک مین رتبہ ترا برتر

وہان لوحِ زبان پر آج تصویرِ زبان اُتری
عزیزِ وصورتِ بہزاد خجلت سے یہان اُتری

۲۲۱

مرے لطفِ زبان کے قدردان سب نکتہ پرور ہین
مرے ممدوح ختم المرسلین نبیون کے سرور ہین
مرے ذوقِ سخن پر یکزبان سارے سخنور ہین
حدیثین آپکی شانِ کلام اللہ کی مظہر ہین

وِلا مین جس زبانِ پاک کا ہون آج مدحت گر
اسی با روشن زبان مین ہے کلامِ خالقِ اکبر

۲۲۲

لسانِ پاک سے ہم نے زبانِ پاک کو پایا
یہان تصویر نے ہم کو وِلا یہ لطف دکہلایا
کلام اللہ سے جیسے کلامِ پاک ہاتہ آیا
تصوّر کو ہمارا مو قلم تصویر مین لایا

زبانِ پاک مین تجنیس سے ہم کام لیتے ہین
زباندانانِ نام آور سخن کی داد دیتے ہین

۲۲۳

سخن سنجانِ کافرکیش اسکو خار کہتے ہین
سخندانانِ یثرب خالقِ گفتار کہتے ہین
عجم کے باغبان اسکو گلِ گلزار کہتے ہین
ہم اسکو اے وِلا تیغ نبی کی دہار کہتے ہین

زبانِ تیغ پر قائم ہوا جہنکار نام اس کا
دلِ کفّار کی ہیبت بنا روشن کلام اس کا

۲۲۴

یہ بانوے دہن ہے اسکی آرایش سچائی ہے
اسی کا خُلق جہانِ غذا کی پیشوائی ہے
حسین ہے اسکی صورت تا وطبیعت مین صفائی ہے
اسی کا وصف۔ اس جہانکی آگے رہنمائی ہے

دل وجان سے وِلا قربان ہون مین اسکی صدقت پر

بلاغت ہے تصدق اس کے اندازِ طلاقت پر

۲۲۵
ببرگِ گل دہم تشبیہ در گلشن زبانش را
فصیحانِ عرب عذب اللسان حسنِ بیانش را
کہ دارم بر زبان مانندِ بلبل داستانش را
زبانِ نازکِ او رہبرے لطفِ زبانش را

شدم شیریں سخن از حسنِ تعریفِ زبانِ او
کہ دارد در سخن قندِ لطافت داستانِ او

۲۲۶
مقرنس ہے یہ لعلِ بے بہا یاقوتِ رُمّانی
ٹپکتی ہے لطافت۔ آبداری جس طرح پانی
عجب یہ ہے نہایت نرم ہے یہ گوہرِ کانی
یہ لوزِ زعفرانی ہے کہ فالودہ ہے نورانی

بہت دلچسپ ہے لطفِ زبان سے داستاں اپنی
وِلا اس بحر میں دُھوئی دُھلائی ہے زباں اپنی

۲۲۷
زبانِ حال سرورکی۔ زبانِ قال کا جوہر
اُسی کا حکم دیتے تھے عمل تھا آپ کا جس پر
زبانِ قال میں قوت اسی جوہر سے سرتاسر
اُسی سے روکتے تھے جس سے خود محفوظ تھے سرور

زبان سے آپ جو کہتے تھے اسکو کر دکھاتے تھے
عمل کو اپنی اُمّت کے لئے سُنّت بناتے تھے

۲۲۸
نیامِ لب سے یہ تیغِ زبان جس دم نکلتی تھی
بگڑ کر مشرکوں کے قتل پر جب وہ مچلتی تھی
صفِ کفّار پر وہ الامان بے طرح چلتی تھی
پناہِ رحم ملتی تھی تو پھر وہ سر سے ٹلتی تھی

	خمِ شمشیر ابرو مُڑ کے سیدھا ہو نہین سکتا و لا تیغ زبان کا زخم اچھا ہو نہین سکتا		
کھلی رہتی تھی سرور کی زبان حاجت روائی پر ترازو کی زبان قربان تھی اسکی سچائی پر	۲۲۹	اُٹھی رہتی تھی مخلوقِ خدا کی رہنمائی پر کیا کرتی تھی وہ لعنت ہمیشہ بیوفائی پر	
	زبان جب دیکھ لے سمجھو کہ ہوگی ہی رہا ایفا زبانِ پاک کو بدلے ہوے ہم نے نہین دیکھا		
زبان پر وہ کبھی لاتے نہ تھے احوالِ رنج و غم زبان رکھتے تھے اپنے مُنہ مین گرچہ سرورِ عالم	۲۳۰	پکڑتے تھے زبان قاصد کی ہنستے تھے کبھی ہم مگر چلتی زبان اُنپر تو وہ ہوتے نہ تھے برہم	
	بعرضِ خود زبانش می یافت ہر کس در حضورِ او زبانِ او نمی لغزید از ذاتِ صبورِ او		
زبانِ خلق پر ہے یہ زبان حُسنِ بلاغت سے نہ ہوتی تھی سماعت پر گران فرطِ لطافت سے	۲۳۱	بہت میٹھی تھی سرور کی زبان وصفِ فصاحت سے و لا ممتاز تھا حُسنِ بیان لطفِ طلاقت سے	
	دلِ من از زبانش بیش ازین چیزے نمی جوید کہ تصویرِ زبان بر صنعتم احسنت می گوید		

آوازِ مبارک

۲۳۲
بلند آوازہ ام در دہر از تصویرِ آوازش
چہ تصویرے کہ صنّاعِ ازل نمود پردازش
وِلا اعجازِ دستِ من فداے حُسنِ اعجازش
کہ آوردم بدست آوازرا با حسنِ اندازش

چہ آوازے کہ آوازم فداے لطفِ توصیفش
نداے ہاتفِ غیبی صداے حُسنِ تعریفش

۲۳۳
قلم سے رس بھری آواز کی تصویر ہے مشکل
سُہانے خواب کی اُس خواب مین تعبیر ہی مشکل
صفاتِ خوبیِ آواز کی تحریر ہے مشکل
وِلا اس آیتِ آواز کی تفسیر ہے مشکل

گراموفون اگر ہوتا تو پھر ہم اس مین بھر لیتے
چڑھا کر چرخ پر اربابِ محفل کو سنا دیتے

۲۳۴
یہ وہ تصویر ہے جسکی نظر آتی نہین صورت
سنا دیتی ہے یہ کانونکو اس لحانکی کیفیت
اسی سے ہم کو ہاتھ آئی ہی جسں صوت کی صنعت
نظر آتی ہے اس تصویر مین اللہ کی قدرت

گراموفون کی ریکارڈ کی اس مین شباہت ہے
مگر وہ جسمِ مصنوعی ہے یہ جانِ بلاغت ہے

۲۳۵
دہانِ پاک سے ہم نے زبانِ پاک جب پائی
زبانِ پاک سے قوّت طلاقت کی نظر آئی
وِلا میٹھی زبان سے کان مین آواز جب آئی
صداے خوش کے سننے پر طبیعت اپنی للچائی

وہان سرور کلام اللہ مین محوِ قرارت تھے

یھان ہم گوش بر آواز مشتاقِ سماعت تھے

پریزادونکی آوازین کوئی موتی کوئی پتلی
مُغنّی کی صدا کوئی اُبھری اور کوئی دُہری
۲۳۶ حسینونکی صداؤن مین کوئی بھاری کوئی ہلکی
نواسنجانِ گلشن سے کوئی اونچی کوئی نیچی

مرے سرور تری آواز پیاری ہے سُریلی ہے
حَسین و خوبصورت رس بھری سُتھری رسیلی ہے

مرے کانون مین جب سرکار کی آواز آتی ہے
نکلتی ہی نھین۔ نکلی تو ایسی تھرتھراتی ہے
۲۳۷ وِلا ہیبت سے پھر آواز اپنی بھیو بجاتی ہے
کسی کے کان مین دقت سے وہ آواز جاتی ہے

بیان مشکل ہے اس آواز کی تصویر ہے آسان
یھان لوح و قلم تصویرِ الحان بنکے ہین حیران

ہوا شیرین بانی مین بلند آوازہ طوطی
وِلا حق سرہ سے سرو کی عاشق بنی قمری
۲۳۸ چمن کے گلرخون مین دہوم ہر بلبل کے نغمے کی
زبانِ خلق پر ضرب المثل ہے لحنِ داؤدی

حرم مین جب رسولِ دوسرا پڑہنے لگے قرآن
قرارت کی خوش الحانی پہ یہ چارون ہوے قربان

بلاغت نے دیا ہے صوتِ دلکش کا لقب اسکو
فصیحانِ عجم کہنے لگے مخلوقِ لب اسکو
۲۳۹ سمجھتے ہین سخن افروز معیارِ طرب اسکو
بلند آواز کہتے ہین بلیغانِ عرب اسکو

ہم اس آوازِ قدس کو صداے غیب کہتے ہین
فرشتے ہم زبان ہوکر وِلا لاریب کہتے ہین

۲۴۰
عدو کہتے تھے آوازے تو آپ انجان بنتے تھے
وِلا مومن جو اس آواز پر قربان ہوتے تھے
وہ اس اخلاق اور اغماض پر حیران ہوتے تھے
پیمبر انکی آہٹ پر لگائے کان رہتے تھے

اُدہر سے یا رسول اللہ کی آواز آتی تھی
ادہر سے مرحبا کی کان تک آواز جاتی تھی

۲۴۱
دیا کرتے تھے وہ کفار کو اسلام کی دعوت
محبت آپ سے کرتے تو کرتے آپ بھی اُلفت
بزرگی وہ اگر کرتے تو کرتے آپ بھی حُرمت
بغاوت آپ سے ہوتی تو ہوتی اُنکی خود ذلت

صدف تا ہر دو لب نارو بہم گوہر نمی خیزد
کہ از یک دست در عالم صدائے بر نمی خیزد

۲۴۲
درِ سرکار پر آواز جب سائل لگاتے تھے
مدارا کے لئے جس روز گھر مین کچھ نہ پاتے تھے
کرم سے آپکے مفلس کبھی خالی نہ جاتے تھے
ندامت سے دُعاے خیر دیکر مُسکراتے تھے

بجوشِ بذل دیدم گوش بر آواز سلطان را
کہ آوازِ گدا رونق دہد بابِ کریمان را

۲۴۳
وِلا تصویر آوازِ مبارک ہوگئی کامل
غلامانِ رسول اللہ مین ہم ہوگئے داخل

بحمد اللہ یہ عزت مصور کو ہوئی حاصل ۔ توجہ عالم رؤیا مین اسپر ہوگئی مائل

لگی محنت ٹھکانے جان اپنی جان مین آئی
جز اک اللہ کی آواز اسنے کان مین آئی

دندانِ مبارک

بچشم آمد مرا دندانِ پاکش از لبِ خندان ۔ کنون دارم بنقشِ حسنِ دندانش لب[1] و دندان
۲۴۴ وِلا دندان[2] فرو بردم بکارِ خویشتن چندان ۔ کہ از ہر سو بگوشم[3] خورد تحسینِ ہنرمندان

بناکامی کنون دندان[4] بدندان می زند مانی
بحسنِ صنعتِ تصویر دندان[5] می نہد مانی

نظر آنے لگی جب سلکِ لولو اسکی بتیسی ۔ دبائی اپنے دانتون مین وِلا بہزاد نے انگلی
۲۴۵ کہا صلِّ علیٰ اُتری ہے یہ تصویر کیا اچھی ۔ مری آنکھون کو دانتا پنے دکہاتی ہی چمک اسکی

جلاے او بچشمِ مہر و مہ دندانِ[6] صبح و شب
بچشم پارۂ دندانِ[7] کوہ از عکسِ لعل لب

سخن سنجون نے دی تشبیہ دانتونکو گوہر سے ۔ نگاہِ نکتہ سنجان مین نظر آتے ہین اختر سے
۲۴۶ چمن مین باغبان کا استعارہ شبنمِ تر سے ۔ کہا حبِّ نباتی انکو لب نے اپنی شکر سے

ہم انکو پارۂ الماسِ مخروطی سمجھتے ہین

---

[1] لب و دندان داشتن یعنی قابلیت داشتن ۱۲
[2] دندان فرو بردن یعنی سعی بلیغ کردن ۱۲
[3] بگوش خوردن یعنی رسیدن ۱۲
[4] دندان بدندان زدن یعنی افسوس خوردن ۱۲
[5] دندان نهادن یعنی اعتراف کردن ۱۲
[6] دندان صبح و دندان شب هر دو یعنی سپیدی صبح ۱۲
[7] دندان کوه کنایه از لعل یا قوت ۱۲

بلاغت مین ہم اس تشبیہ کو پوری سمجھتے تھے

یہ موتی ہین تو بتیسی انھین کی سلک گوہر ہے
حبوبِ قند کی تشبیہ گو شبنم سے بہتر ہے

۲۴۷

صدفِ انجم اگر وہ ہے تو ہر اک دانت اختر ہے
مگر ہیرو نکی خوبی اور تشبیہون سی بڑھکر ہے

کہا گوہر شناسون نے مسوڑون سے ہوا روشن
یہان الماس کے زیور مین ہے یاقوت کا کندن

مسوڑے پھول ہین شبنم کے قطرے کیون نہ ہون دندان
شفق ہے گر لبِ روشن تو یہ ہین اخترِ تابان

۲۴۸

نباتی جب مین یہ شیرین دہن گویا ہے مصری دان
دہن کو گر صدف کہیے تو یہ ہین لولوِ غلطان

تعجب یہ ہے جب لب معدنِ لعلِ بدخشان ہے
تو ہیرے کسطرح اسمین ہین میری عقل حیران ہے

ستارہ میرے طالع کا انھین دانتون سے جب چمکا
قصیدہ اِس دُرِ دندان کا جب اُسکو پسند آیا

۲۴۹

ہوا غواص مین اس بحرِ ذخّارِ مضامین کا
شہِ ذیجاہ نے مُنھ موتیون سے بھر دیا میرا

عدو کے دانت کھٹّے ہوگئے ہونے لگا برہم
مزے قرصِ نباتی کی ثنا کے لوٹتے ہین ہم

زنخدانِ مبارک

ولا چاہِ ذقن کی جب کھنچی تصویرِ نورانی
۲۵۰
بھر آیا مُنھ مین پانی غرقِ خجلت ہوگیا مانی

مسرّت سے سراسر منھہ پہ میرے پھر گیا پانی		نظر آیا مجھے اس چاہ مین محبوب کنعانی

فسون سازانِ حکمت چاہِ نخشب[1] اسکو کہتے ہین
سخن سنجانِ مدحت چاہِ غبغب[2] اسکو کہتے ہین

فرشتون نے فلک پر اسکو چاہِ دلو[3] سمجھا تھا	۲۵۱	جسے چاہِ ستارہ[4] مین اُتر کر ہم نے جانچا تھا
وِلا چرخِ بریں چکر مین مثلِ چرخ چلتا تھا		اسی پر ڈول برجِ دلو کا چڑھتا اُترتا تھا

چمن مین نہر جاری تھی اسی چاہِ زنخدان سے
یہ ساری آبیاری تھی اسی چاہِ زنخدان سے

ہوا آبِ معلق[5] سے وِلا اس چاہ کا شہرا	۲۵۲	نہالِ قد پہ ہے سیبِ ذقن اس باغ کا میوا
ترنجِ بے شجر ہوتے ہین اس گلزار مین پیدا		اِسی چاہ زنخدان مین ہے سارا حسن یوسف کا

اِسی کے عشق مین اِک باولی ہے بانوِ زمزم
اسی کے چاہنے والون مین ڈانوان ڈول ہین اک ہم

شمائل نے صراحت کی نہ اس چاہِ زنخدا کی	۲۵۳	بنی ریشِ مبارک بھی نقاب اس حسنِ پنہا کی
زنخدان ناک ہے اوصافِ حسنِ مہ سے خوبان کی		اسی سے بڑھ گئی تعریف مین جرأت سخندا کی

ذقن کی چاہ مین ڈوبے ہوے ہین ہم سخندانو
اسی تجنیس کو پھر اس کا ماخذ کیون نہ تم مانو

[1] چاہِ نخشب [illegible] حکیم ابن عطا [illegible]
[2] چاہِ غبغب مراد [illegible]
[3] چاہِ دلو یعنی برجِ دلو ۱۲
[4] چاہِ ستارہ یعنی رصدگاہ ۱۲
[5] آبِ معلق از تشبیہ ذقن ۱۲

اسی چاہِ ذقن سے باغِ تن کی آبیاری ہے اسی سے گلشنِ عارض مین خط کی سبزہ واری ہے	۲۵۴	لعابِ لب اسی کی نہر ہے جو مُنھ سے جاری ہے اسی سے روے اقدس کے چمن مین گلعذاری ہے

وِلا ریشِ مبارک مین ہے یہ چاہِ ذقن پنہان
ہوا ظلمات مین جس طرح مخفی چشمۂ حیوان

اسی چاہِ ذقن سے منفعل تالاب ہوتے ہین اسی چاہِ ذقن سے تشنہ لب سیراب ہوتے ہین	۲۵۵	ندامت سے سمندر بھی وِلا آب آب ہوتے ہین اسی سے گلعذارون کے چمن شاداب ہوتے ہین

اسی گرداب سے گردش ہے چرخِ چاہِ زمزم کو
بھرا کرتے ہین ہم پانی اسی پر ناز ہے ہم کو

ریشِ مبارک

زنقشِ ریشِ پیغمبر تواے مانی ابا کردی مگر ریشِ سیاہ خود سپید از آسیا کردی	۲۵۶	ندآری پیش مار یشے چنین کارے چرا کردی کہ ریشِ خود بدستِ دیگرے دادی خطا کردی

ہر انکو در کمالِ ریش کندن خود نمی کوشد
بدان ماند متاعِ قلب اورا ریش بفروشد

نقوشِ موے ریشِ پاک کی اب آگئی باری جب اپنی موشگافی صرف کردی ہم نے یان ساری	۲۵۷	بجاے موقلم ہونے لگی ابرو سے تیاری کھنچی تصویرِ ریشِ پاکِ پیغمبر بہت پیاری

سزاے ریش خندے - ریشِ پُر بادِ تواے مانی بدستِ ما سپردی صنعتِ خود را بنادانی		
بہت کچھ نیچۂ خورشید نے کی ریش پردازی ہوئی گو د ریشور کفار کی اس مین در اندازی	۲۵۸	مرا ممدوح ریشِ آسمان پر لے گیا بازی مگر چلنے نہ پائی ایک بھی ان کی سخن سازی
عدو پھٹکارتے ہین اپنی داڑہی کو سبب کیا ہے اُڑایا اپنا مضمون چور کی داڑہی مین تنکا ہے		
یہی ریشِ مبارک رحل ہے عارض کے قرآنکی یہی شانِ نزول اس آیتِ زلفِ پریشانکی	۲۵۹	یہی رحلِ مبارک ریش ہے روے زنخدانکی یہی تفسیر ہے اس صورتِ والشمس تابانکی
خطِ عارض سراپا ہالۂ ماہِ درخشان ہے یہ داڑہی جامع خط حافظِ آیاتِ قرآن ہے		
سکھون مین راجپوتون مین اکرام ہے اسکا خنا مالون مین ایرانی لقب گلفام ہے اسکا	۲۶۰	ہوائی زہر سے حفظِ تنفس کام ہے اسکا دکن مین اے وِلا ماہِ منور نام ہے اِسکا
یہ اُس چہرے پہ ماہِ کاملِ عارض کا ہالا ہے شفق رنگِ حنا اور رنگ اس ہالے کا کالا ہے		
قصیدہ ہے یہی مضمون حسنِ روے تابانکا	۲۶۱	جبین مطلع تو ابرو حسنِ مطلع اسکے عنوانکا

ل ریشخند یعنی تمسخر ۱۲
ع ریش پُرباد یعنی شیخی باز و مغرور ۱۲
ع ریش پردازی یعنی ...
ع ریش ... یعنی ... ۱۲
ع ریش آسمان یعنی خطوط شعاعی ۱۲
ل ریشور یعنی صاحبِ ریش ۱۲
شہ ماہ منور - دکن مین گردو داڑہی کو کہتے ہین
لاہوری سے ایک داڑہی ... ایک داڑہی جھبرو ایک داڑہی ... ایک داڑہی ... ۱۲

ولا مقطع ہے یہ ریشِ مبارک اُس سخندانکا — یہی مجموعۂ اشعار ہے عارض کے دیوان کا

رباعی مونچھ اور ابرو کی ہے روے مقدس مین
یہی ریشِ مبارک ٹیپ کا مصرع مخمس مین

۲۶۲
خطِ عارض اسی ریشِ مبارک کا ہے دیباچہ — کتابی چہرۂ انور کا کیا اچھا ہے دیباچہ
قلم سے کاتبِ قدرت نے خود لکھا ہے دیباچہ — یہ خاکہ ہے کسی کے موقلم کا یا ہے دیباچہ

اسی خاکے مین ہے پردازِ الوانِ خضابی کا
وہ دیباچہ تو یہ ہے خاتمہ روے کتابی کا

۲۶۳
گھنے تھے بال ریشِ اقدسِ روے پیمبر کے — سہانے بال گرداگرد تھے رخسارِ انور کے
چمک بالونکی نورِ عارضِ روشن مین سرور کے — شعاعی خط کو کرتی تھی خجل مہرِ منور کے

محاسن آپکی ریشِ مبارک کے بیان کیا ہون
مضامین جب کرون بال سے باریک پیدا ہون

بروتِ مبارک

۲۶۴
ولا بہزادِ مانی مالد[۱] بروت خود بہ تصویرش — بروتِ خویش[۲] از و برتافتم در حفظِ توقیرش
ندیدم در قلم پاسِ ادب ہنگامِ تحریرش — زبون کردم بہ بروتش ریختم[۳] کاین بود تعزیرش

نگاہِ نازکِ من موقلم گردید سر تا سر

۱؎ بروت مالیدن یعنی نخوت و غرور کردن ۱۲
۲؎ بروت بر تافتن از کسی یعنی اعراض کردن و روگردانیدن از و ۱۲
۳؎ بروت ریختن یعنی مغلوب کردن ۱۲

بلوحِ دل زدم نقشِ بروتِ پاکِ پیغمبر ﷺ

۲۶۵
خطِ لب کی بنی تصویرِ مشکین اس نزاکت سے
وِلا بہزاد نے مُنڈوائی ہین موچہین ندامت سے
کہ اربابِ نظر نے داد دی اپنی بصیرت سے
مگر جلمے سے وہ باہر ہے حُسنِ نقشِ صنعت سے

لبِ جان بخش پر تصویر کیا اچھّی دکھائی ہے
اسی جوہر سے اُس شمشیرِ لب مین جان آئی ہے

۲۶۶
کمالِ صنع مین دشمن سے جب ہم داد لیتے ہین
ہم اب بہزاد کی نازک نگہ کو مان لیتے ہین
وِلا پھر اپنی موچھون پر خوشی سے تاؤ دیتے ہین
بصیرت کی سند اسکو قبولِ دل سے دیتے ہین

وِلا وہ موچھ کا ہے بال سرتاپا صداقت مین
مگر شاگرد وہ اپنا ہے نقاشی کی صنعت مین

۲۶۷
نظر آتی تھین ٹھہری ہی اات مین حوضِ لبِ لب پر
نزاکت مین وہ موچھین جوہرِ شمشیر تھین لب پر
نہ غالب تھی چمک عارض کی استاریکیِ شب پر
اثر ہوتا تھا اس شمشیر کا چشمِ مخاطب پر

مسلمان اس نزاکت پر وِلا قربان ہوتے تھے
مگر کفّار مارے خوف کے بے جان ہوتے تھے

۲۶۸
نکل آئی ہین موچھین اُس خطِ لب کی ترقّی سے
ہوا روشن یہ نکتہ آپکے روے کتابی سے
جلی ہونے لگا خطِ خفی دیرینہ مشقی سے
لکھا ہے کاتبِ تقدیر نے باریک بینی سے

لبون کا سُرمگین خط صفحۂ عارض کا مسطر ہے
بروتِ عنبرین۔ سطرِ کتابت کے برابر ہے

۲۶۹
لبِ نازک بلاغت مین ہے تیغِ آتشین پیکر
جوانمردانِ نام آور شجیعانِ عرب اکثر
خطِ لب ہے اسی شمشیرِ جوہر دار کا جوہر
دیا کرتے ہین دشمن کے مقابل تاؤ موچھون پر

وسیلہ رزم مین یہ خط ہے اظہارِ شجاعت کا
ذریعہ بزم مین ہے اعتبارِ حُسنِ صورت کا

۲۷۰
سخندان موچھ کی سبزی کو حُسنِ لب سمجھتے ہین
وِلا ہم موچھ کی تخلیق کا مطلب سمجھتے ہین
بلاغت مین سخنور اسکو زلفِ[۱] شب سمجھتے ہین
حفاظت کے لئے نتھنونکی صنعِ رب سمجھتے ہین

ہوا بینی مین ان بالون سے ہر دم چھن کے جاتی ہے
سہارا اسکو ملتا ہے پلٹ کر جب وہ آتی ہے

۲۷۱
لبِ نازک پہ قائم ہین بروتِ نازکِ سرور
نباشد حُسنِ تشبیہِ خطِ لب بیش ازین بہتر
ہمیشہ سورۂ واللیل خط ہے آپکے لب پر
کہ از بیت الغزل موسوم گردندش سخن پرور

وِلا دو مصرعِ اول ہین اُس ابروے عالی کے
یہی دو مصرعِ آخر ہین موزون اس رباعی کے

غبغبِ مبارک

[۱] زلفِ شب یعنی تیرگیِ شب ۱۲

یہان تصویرِ غبغب مین طبیعت اپنی گھبرائی
نظر ریشِ مبارک پر جمی تھی مثلِ شیدائی
۲۷۲
ہوئی رہبر ہماری شانۂ اقدس کی دانائی
اُسی کی موشگافی سے **وِلاؔ** تصویر اُترآئی

مرا ہمدرد شانہ مو بمو سرگرمِ یاری تھا
ندامت کا پسینہ غبغبِ مانی سے جاری تھا

مفصّل لکھ گئے جب حُلیۂ فرقِ پیمبر کو
نقاب اسکی سمجھتے ہین اگر ہم ریشِ انور کو
۲۷۳
تو پھر تعریف مین کیون ترک کر دین خاتمِ سر کو
تو پھر اسکے عرض سے کیون چھپائین حُسنِ جوہر کو

وِلاؔ ریشِ فلک مین جرمِ کوکب چھپ نھین سکتا
نقابِ ریش مین خورشیدِ غبغب چھپ نھین سکتا

جسامت آپکی تھی آخرِ عمرِ معلّے مین
وِلاؔ متروک ہے یہ آپکے ہر اک سراپا مین
۲۷۴
تہِ ریشِ نبی غبغب تھا دیدہ چشمِ بینا مین
حبابِ منعکس ہم کو نظر آتا ہے دریا مین

سخنور غبغبِ جانان کو موجِ نھر کہتے ہین
ہم اس غبغب کو نھرِ خلد کی اِک لہر کہتے ہین

بدن کی فربہی مین نام اسکا غبغبِ کامل
ہوا غبغب دہانِ نازنین کے حُسن مین داخل
۲۷۵
اسی غبغب کو ہے طَلِ زنخدانکا شرف حاصل
زنخدان لے **وِلاؔ** دریاے غبغب کا ہے اک ساحل

بحورِ تن سے ترکِ موجِ غبغب ہو نھین سکتا

کہ ریش آسمان کنایہ از خطوط شعاعی ۱۲

کسی ترکیب سے خالی مرکب ہو نھین سکتا

۲۷۶
بلاغت مین بڑی تشبیہ سے توقیر غبغب کی
وِلاآبِ معلق سے بنی تصویر غبغب کی
ہلالی شکل سے ہاتھ آگئی شمشیر غبغب کی
ہوئی خورشیدِ غبغب سے عیان تنویر غبغب کی

ہلال اس کا نظر آتا ہے مغرب کے کنارے سے
مگر ہوتا ہے غائب ایک اُنگلی کے اشارے سے

۲۷۷
سخنور گو اسے کہتے ہین خود مختار و وارستہ
بقولِ نکتہ سنجان یہ زنخدان کا ہے وابستہ
مگر یہ ہے مضافاتِ دہن کا جزوِ پیوستہ
اسی غبغب کو کہتے ہین عجم آبِ گرہ بستہ

یہی غبغب وِلا چاہِ زنخدان کا خزانہ ہے
یہی اُس خسروِ بالانشین کا سرد خانہ ہے

۲۷۸
بلاغت نے کہا ہے اسکو سیم و سیمتن سیمین
کبھی نرم و کبھی سخت و سبک گا ہے گہے سنگین
کبھی رہتا ہے یہ مانندِ عارض تازہ و رنگین
ولا در عالمِ اجسام جرمِ طرفہ رنگست این

اگر سر اُٹھ گیا اوپر تو یہ خورشید بنتا ہے
اگر سر جُھک گیا نیچے۔ ہلال عید بنتا ہے

۲۷۹
اسی غبغب کو شاعر گو سے سیمین فام کہتے ہین
خبر وارانِ ہیأت ہالۂ اجرام کہتے ہین
ہلالی ہٹ سے اسکو غرۂ ایّام کہتے ہین
حکیمانِ جہان آویزشِ اندام کہتے ہین

فنِ تشریح سے اسکی حقیقت ہوگئی روشن
یہی آویزشِ سطحِ دہن ہے ہمسرِ گردن

۲۸۰
مسلّم ہے نبی کا حُسن فائق مہ جبینوں سے
نزاکت تھی اِہی غبغب مین بڑھکر نازنینوں سے
سوا تھی انکے چہرہ کی چمک سارے حسینوں سے
کسی پردہ مین چھپ سکتا نھین دوربینوں سے

بصیرت جس کو حکمت مین نھین وہ اسکو کیا جانے
وِلاؔ ہم جانتے ہین اس قدر آگے خدا جانے

گردنِ مبارک

۲۸۱
بنقشِ گردنش چون شمع گردن برکشی مانی
چنان شبدیزِ طبعِ خویش آوردم بجولانی
زبانت را ببرم تا خبر یابی زنا دانی
کرمی خاری بناخن گردن خود از پشیمانی

زنقشِ گردنِ عالی سخن راندم بآئینے
کہ گوشم خورد از گردن کشانِ نظم تحسینے

۲۸۲
حقیقت وہ تھی سر کی یہ صراحی دار گردن ہے
وِلاؔ یہ شمع کافوری بیاضِ صبح روشن ہے
اسی سے سربسر قالب کی رونق زینتِ تن ہے
یہی گلبن ہے جسپر بلبلِ سر کا نشیمن ہے

جھکی رہتی ہے یہ جھکتی ہے جیسی شاخِ بار آور
سبق گردن کشو نکو مل چکا ہے اس سے سر تا سر

[حاشیہ]
۱ گردن برکشیدن ... ۱۲
... ۱۲
۲ گردن فرازیدن ... ۱۲
۳ ... ۱۲
۴ ... بمعنی ...
۵ ... گردن ...
... ۱۲
۶ برون موصدہ استعمال است که دران موصدہ را محذوف دانند چنانکه پاشدن بجای بپاشدن ۱۲
۷ گردن کشان نظم کنایه از سخن گویان نامور ۱۲

۲۸۳
سرِ اقدس شگفتہ پھول تھا سرور کی گردن پر — مگر اخلاق سے تھا بارِ احسان سر کی گردن پر
وِلا احسانِ گردن جسطرح زیور کی گردن پر — عیان تھا بارِ گردن آپکے چنبر[1] کی گردن پر

سر و گردن بہم وابستۂ احسان تھے ہنسلی کے
یہ تینون سر بسر ممنون تھے ہر ایک پسلی کے

۲۸۴
وِلا یہ آپکے اعضا کے تھے اخلاقِ جسمانی — یھان جنکے بیان مین ہم نے دی دادِ سخندانی
جوارح سے سوا تھے آپکے اخلاقِ روحانی — جھکی رہتی تھی گردن اور مروّت نقشِ پیشانی

چنان می کرد گردن[2] چرب و نرم اندر سخن گفتن
کہ تارِ رشتہ نرمی می پسندد در گہر سفتن

۲۸۵
وِلا گردنکش انکے سامنے گردن جھکاتے تھے — نہ سرکش و برو انکے کبھی گردن اُٹھاتے تھے
جو انکے امتثالِ حکم مین گردن ہلاتے تھے — نگہبان اُنکی گردن تیغِ ابروسے اُڑاتے تھے

اسی گردنکا شہرہ گردن افرازونکے کانون مین
اسی گردنکی رفعت کا ہے چرچا آسمانون مین

۲۸۶
اسی کا نام ہے فوارۂ سرچشمۂ کوثر — اسی سے لے چلے پیاسے صراحی اپنی بھر بھر کر
صفات اسکے ہین نورانی مصفّا و صفا پرور — یہی ہے دستۂ بلّور یا مرآۃ پر جوہر

اس آئینے مین روشن عکس ہے خالق کی قدرتکا

[1] چنبر بقول فرہنگ آصفیہ گردن کی ہنسلی۔ آپ نے ہنسلی پر فرمایا ہے۔ چنبر گردن وہ ہڈی جو گردن کے نیچے اور سینے کے اوپر ہے۔
[2] گردن چرب و نرم کردن یعنی فرو آوردن بعجز

وِلا دل پر ہمارے نقش ہے صانع کی صنعت کا

نمونہ ہے فلک اس گردنِ عالی کی رفعت کا اسی گردن پہ سارا بوجھ ہے عصیانِ اُمت کا	۲۸۷	اسی گردن کا خم اظہار ہے حق کی اطاعت کا اسی گردن پہ سارا بارِ اُمت کی شفاعت کا

کبھی آنے نہ پایا بارِ احسان اُن کی گردن پر
اُنھیں کا ہے سراسر بارِ احسان اپنی گردن پر

جفا پرداز کی گردن سے وہ ہرگز نہ ٹلتے تھے پکڑ کر اُنکی گردن باغیوں کے سر کچلتے تھے	۲۸۸	وِلا نیزے پہ سرگردن اُڑا کر لے نکلتے تھے صفوفِ جنگ میں گردن اُٹھائے آپ چلتے تھے

دِکھاتے تھے وہ عجز اپنا جھکا کر اپنی گردن کو
بڑھاتے تھے ہمارے دل پھنسا کر اپنی گردن کو

اسی گردن کا آگا حلق ہے اپنی زبانوں پر یہی راہِ غذا ہے جس سے جاتی ہے غذا اندر	۲۸۹	جسے حلقوم کہتے ہیں سخندانِ عجم اکثر غذائے پاک کا پیغامبر ہے حلقِ پیغمبر

تنفّس کی ہے نالی اس میں جو دنرات چلتی ہے
اسی رہ سے ہوا ہوتی ہے داخل اور نکلتی ہے

ادب سے آپکے گردن جھکائے سب پوش تھے اسی گردن کے آگے سر جھکائے سارے سرکش تھے	۲۹۰	جمالِ حُسن سے حورانِ عالم آپ پر غش تھے صراحی دار گردن پرکیا کرتے سب اتش تھے

بآئینِ سخندانی کشیدم نقش گردن را
مجالِ[1] (گردن دعوےٰ[2] کشیدن) دادہ ام تن را

دوشِ مبارک

اگر بہزاد کا کاندھا پکڑ کر بڑھ چلین ہم بھی بصیرت سے اگر کچھ کام اس فن مین نہ لین ہم بھی	۲۹۱	سراپا کھینچ کے مورت اسکے سانچے مین ڈھلین ہم بھی کسی دن پھر کفِ افسوس حسرت سے ملین ہم بھی

ولا ممنونِ احسانم کہ دوشم[3] می دہد مانی
کہ نبود شیوۂ کفرانِ نعمت در مسلمانی

یہان گو ہم فنِ تصویر مین ہمدوشِ[4] مانی ہین مگر تصویر کی پرواز مین جدت کے بانی ہین	۲۹۲	نکاتِ فن سے ماہر عرف مین ارژنگِ ثانی ہین مزا یہ ہے کہ اس فن مین بھی خلاق المعانی ہین

بصنعت دوشِ[5] خود بر میزنیم از موشگافیہا
خبر داریم از موضوعِ مصنوعات و مافیہا

ولا تصویرِ دوشِ پاک مین اعجاز ہے اپنا ہمارا جوہرِ ذاتی سخن پرداز ہے اپنا	۲۹۳	بحمد اللہ صناعِ ازل دمساز ہے اپنا فنِ نازک مین اس تصویر سے اعزاز ہے اپنا

بنقصِ صنعِ او چون می زنیم[6] ارژنگ را دوشے
چرا دوشے خورد[7] این مردِ ہشیاری چو مدہوشے

[1] مجال دادن یعنی فرصت دادن ۱۲
[2] گردن دعوی کشیدن یعنی ناز کردن ۱۲
[3] دوش دادن یعنی امداد و اعانت کردن ۱۲
[4] ہمدوش یعنی ہمسر [illegible] ۱۲
[5] دوش بر زدن یعنی ناز و غرور کردن ۱۲
[6] دوش زدن یعنی خبردار کردن ۱۲
[7] دوش خوردن یعنی بر داشتن ۱۲

خدا کی شان آتی ہے نظر شانونکی رفعت مین — ۲۹۴ — جنھین کرسی سمجھتے ہین ہان آور بلاغت مین
رہا کرتا ہے سارا ہاتھ انکے دستِ قدرت مین — کلائی اور کہنی پر ہین قادر اپنی قوت مین

یہین سے ابتدا ہے بازو دستِ مقدّس کی
انھین پر انتہا آویزشِ گیسوے اقدس کی

وِلا دوشِ مبارک منزلت مین عرش و کرسی ہین — ۲۹۵ — یہ دو شانے ہین لیکن شانِ یکتائی مین ایکی ہین
کراما کاتبین سے انکی تشبیہین سہانی ہین — علوِ مرتبت مین آسمانون سے یہ عالی ہین

روے اقدس اُنپر پردۂ ابرِ بہاری ہے
انھین پر بال ہین کالی گھٹا کی مشک باری ہے

کفن مین اپنا منھ ڈھانپے ہوے آیا ہون ای سرور — ۲۹۶ — وفورِ معصیت سے اپنے شرمندہ ہون تا محشر
گنہ کے بار سے طاقت نہ تھی چلنے کی اے رہبر — سوار آیا ہون اپنے چار فرزندونکے کاندھونپر

بوصفِ دوشِ پاکت شاہدِ مقصد در آغوشم
کہ دوشم[۱] داری و من از گناہِ خود سبکدوشم[۲]

بنی تصویر جب شانے کی پھر شہرہ ہوا اپنا — ۲۹۷ — اُمنڈ آئے تھے زائر اسقدر گھر بھر گیا اپنا
ہجومِ خلق سے شانہ سے شانہ چھل گیا اپنا — بڑہا تصویرِ دلجوے بغل مین حوصلا اپنا

بڑی ہمت تو پھر ہم نے چڑھا لی آستین اپنی

[۱] دوشم دارن یعنی مدد کرون ۱۲
[۲] سبکدوشم یعنی بیکار و معاف از کارہا یابم ۱۲

مسرت سے چمکتی تھی ولاؔ روشن جبین اپنی

بغلِ مبارک

بغل مین مار کر آئے تھے سامان حضرتِ مانی ولاؔ انکی نہ ہوگی اس سے بڑھکر کوئی نادانی	۲۹۸	مگر ہیأت سے صورت پر برستی تھی پریشانی مرے آگے دکھایا چاہتے تھے اپنی جولانی

بغل مین جو دبا رکھتے ہین نادان اپنے ایمان کو
کبھی نیچا دکھا سکتے نہین مردِ مسلمان کو

ولاؔ مانی کی خاکے ہی مین قلعی کھلگئی ساری ندامت کا پسینہ سر بسر بغلونسے تھا جاری	۲۹۹	لگا ہیبت سے بغلین جھانکنے خجلت تھی عیاری روان تھی سیلِ جو بغلسے دامن ہوگیا بھاری

وہان آنکھون مین ہم کو پھر نہ وہ صورت نظر آئی
یہان تصویرِ شایانِ بغل فوراً اُتر آئی

یہی شانے کے نیچے کا ہے حصہ جسم انسانسے معانق آپ ہوتے تھے ہمیشہ اپنے مہمانسے	۳۰۰	پہرونکے جوڑ کا حافظ ہے اندازِ نگہبانسے بغل گیری نے آگے کر دیا اس حُسنِ پنہانسے

یہ تصویرے کہ چون تصویرِ جانان در بغل دارم
پئے وصفِ بغل ہا بر زبان لطفِ مَثَل دارم

نفاست مین تری اسکی ہے مثلِ نافۂ آہو	۳۰۱	پسینے کو ٹپکنے کا کبھی ملتا نہین قابو

وِلاؔ ہم کو ملا تشبیہ مین تعریف کا پہلو | کہا نازک خیالون نے بغل کو غنچۂ خوشبو

بغل گیری سے مہمان جب مشرّف ہو کے آتے تھے
صفاتِ حُسن و تعریفِ بغل کو جان جاتے تھے

۳۰۲
سراپا مین سخندانون نے اسکو ترک فرمایا | یہ اُنکی مصلحت تھی ہم کو موقع اس کا ہاتھ آیا
حضورِ شاد مین جب ہم نے پڑھنے کا شرف پایا | تبسّم نے قبولیت کا ہم کو رنگ دکھلایا

سخندان سارے بغلین جھانکتے ہین مُنھ چھپاتے ہین
خوشی سے اپنے بچّے اے وِلاؔ بغلین بجاتے ہین

مُہرِ نبوت

۳۰۳
لبِ بہزاد پر مُہرِ خموشی کا سبب کیا ہے | ذرا پوچھے کوئی خاموش کیون ہے کسنے روکا ہے
بتائے ہم تمھین دیتے ہین اپنے فن مین کچّا ہے | سیانا ہے اسی مین خیر وہ اپنی سمجھتا ہے

یہان نورِ قلم کے ساتھ ہے تائیدِ یزدانی
پڑھے جب ہم تو وہ تھا اے وِلاؔ تصویرِ حیرانی

۳۰۴
ملا موقع زیارت کا ہمین حمّامِ سرور مین | کھڑے تھے ہم وہان پشتِ مبارک کے برابر مین
جما آنکھون مین پھلے عکس جیسے نور گوہر مین | وِلاؔ تصویر تھی بھر قدرتِ دستِ سخنور مین

قلم سے کاغذِ روشن پہ جب نقشہ اُتر آیا

		تو حُسنِ مُہر کا الفاظ پر مضمون اُبھر آیا	
اُتارا مین نے نقشِ پاک اس مُہرِ نبوت کا فنِ تصویر مین ہے یہ نمونہ میری صنعت کا	۳۰۵	یہ تمغاے رسالت ہے اُسی مُہرِ شریعت کا یہی صنعت نمونہ ہے یدِ اللہ خالق کی قدرت کا	
		یہی تصویر مُہرِ لب بنی بہزاد و مانی کی رہی باقی نہ گنجایش کوئی اب لن ترانی کی	
وہ ختم المرسلین تھے اور یہ خاتم نبوّت کی علامت تھی اسی پر موے مشکین سے کتابت کی	۳۰۶	یہ مُہرِ آل تمغاے سند انکی رسالت کی یہ مُہرِ مستند سرنامۂ قانونِ قدرت کی	
		مسجّل اسمِ اعظم سے ہے یہ منشورِ ربّانی حقیقت مین اسی کی نقل تھی مُہرِ سلیمانی	
کھُو ونکے درمیان مُہرِ نبوّت کا تماسکا غدودِ سرخ کی ہیأت مین تھا اِک گوشت کا انڈا	۳۰۷	تہِ گردن عیان تھا قدرتی حلقہ نبوت کا شمائل مین ہوا اس مُہر کی تعظیم کا شہرا	
		شرف اندوز جب سلمان ہوے مُہرِ نبوّت سے ہوے واقف وہ عالی رتبہ مُہرِ شریعت سے	
عزائم خوانِ افسون دان اسے مُہرِ شفا[2] سمجھے سخندان اسکو مُہرِ خالق[4] جل و علا سمجھے	۳۰۸	امامیّہ اسے مصداقِ مُہرِ کربلا[3] سمجھے رسولِ دوسرا کو مُہر بردارِ خدا[5] سمجھے	

[1] مہرِ شریعت کنایہ از سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

[2] مہرِ شفا کنایہ از نسخۂ گرہ دار کہ عزائم خوانان آنرا در گلوے بیمار براے دفع مرض او می اندازند ۱۲

[3] [illegible]

[4] [illegible]

[5] [illegible]

وِلاؔ مُہرِ دہانِ روزہ داران ہم سمجھتے ہین
یہان لطفِ سخن کو غیرِ صائم کم سمجھتے ہین

۳۰۹
کہا محسنؔ نے تھا اُس مُہر مین کلمہ شہادت کا
وثیقہ تھا یہی سردارِ عالم کی رسالت کا
اشارہ جس شہادت مین ہی اُس خالق کی وحدت کا
وِلاؔ پاتے ہین ہم کچھ اختلاف اسمین روایت کا

خدا ہی کو خبر اس واقعے کی کیا حقیقت تھی
ہُوا ہے اتّفاق اس پر کہ وہ مُہرِ نبوّت تھی

۳۱۰
بِنا ہے آل تمغے کی یہان ترکون کی دولت سے
دول نے اس طریقے کو کیا جاری عقیدت سے
سلاطین نے لیا اس رنگ کو مُہرِ نبوّت سے
یہان ہم کو ملی تائید اس آثارِ عزّت سے

وِلاؔ رنگِ بلندش لطفِ تاریخی دہد مارا
کہ لاکِ سرخ شد تزئینِ عنوان آل تمغا را

دستِ مبارک

۳۱۱
قلم ہے ہاتھ مین میرے ترے ہاتھون کی مدحت مین
ہر اک مضمون برجستہ ہے میرے دستِ قدرت مین
مِرا دل شوق سے ہاتھون اُچھلتا ہے کتابت مین
اُٹھے ہین ہاتھ لاکھون ہر طرف میری حمایت مین

اگر ہو جاے گا یہ کام سرور میرے ہاتھون سے
مین ہاتھون ہاتھ پاؤنگا صلہ ان تیرے ہاتھون سے

٣١٢
حقیقت کھل گئی ہاتھونسے تیرے اُس مصور کی
مبارک کام سے وہ ہاتھ دھو بیٹھا بہت جلدی
بٹایا ہاتھ ہم نے بھی مگر اسکو نہ کچھ سوجھی
ہوئی دُنیا مین آخر اسکے ہاتھون اسکی رسوائی

پئے تصویر جب دستِ مبارک سے ہٹا جامہ
پکڑا کر رہ گیا بہزاد اپنے ہاتھ مین خامہ

٣١٣
لگاتا ہاتھ مین جس کام کو ہون کر دکھاتا ہون
ابھی تصویر مین دستِ مبارک کی بناتا ہون
پھر اس تصویر کو دستِ مبارک سے ملاتا ہون
صلہ اس کا انھین ہاتھون سے ہاتھون ہاتھ پاتا ہون

شدم با او مصافح دستِ پاک او بدستِ من
قلم تشبیہِ دست و خامۂ من (پشیدست) من

٣١٤
انھین ہاتھون مین ہے ساعد انھین مین چوڑ بازو کا
انھین ہاتھون مین ہے کہنی انھین ہاتھون مین پہنچا
انھین مین نیز دستِ پاک ہے اور ہاتھ کا پنجا
اُسی مین ہے ہتیلی انگلیان اور ناخنِ والا

ولا تعمیم دستِ پاک را تخصیص ہم باید
بیانِ ہر یکے در ملحقاتِ دست می آید

٣١٥
انھین ہاتھونکو کافر بے امان تلوار کہتے ہین
مسلمانانِ عالم قاتلِ کفار کہتے ہین
زبان آور انھین کو حامیِ بیکار کہتے ہین
ہم انکو حاملِ شمشیرِ جوہر دار کہتے ہین

انھین ہاتھون وہ اپنی میان سے باہر نکلتی ہے

لہ دست بیدلان یار
عاجز و ناتوان و مضطر ۱۲

انھین ہاتھون سے وہ کفّار کی گردن پہ چلتی ہے

۳۱۶
انھین ہاتھون سے وہ کفّار پر نیزہ چلاتے تھے
یہی وہ ہاتھ ہین جو دشمنون کے دل ہلاتے تھے
انھین ہاتھون کی ہیبت سے عدو کو دست آتے تھے
یہی وہ ہاتھ ہین جن سے عدو پر فتح پاتے تھے
انھین ہاتھون کی قوّت سے گھٹی کفّار کی طاقت
انھین ہاتھون کے صدقے مین بڑھی اسلام کی قوّت

۳۱۷
یہی رازِ حمایت ہین یہی ہین حامیِ اُمّت
انھین ہاتھون مین ہی طاقت انھین ہاتھون مین ہے قوّت
یہی ہین بانیِ مذہب یہی ہین حافظِ ملّت
انھین کو نکتہ سنجون نے کہا ہے خالقِ نصرت
اِنھین ہاتھون سے وہ تلوار کافر پر اُٹھاتے تھے
انھین ہاتھون سے وہ کفّار کو نیچا دکھاتے تھے

۳۱۸
جو تو چاہے کرے سب کچھ ہے تیرے دستِ قدرت مین
مقدّر دست بستہ ہے یہان تیری اطاعت مین
دلِ عالم ہین تیرے ہاتھ مین تو انکی خدمت مین
ملائک ہاتھ پھیلائے ہُوئے تیری حکومت مین
اشارے پر ترے تقدیر تیرے ساتھ ہوتی ہے
ترے احکام کی تعمیل ہاتھون ہاتھ ہوتی ہے

۳۱۹
ترا دستِ مبارک دستگیرِ ناتوانان ہے
اسی کا وصف گوہر بار ہے اور گوہر افشان ہے
ترا دستِ حمایت دست بر دل[لہ] کا نگہبان ہے
ترے دستِ کرم پر حاتمِ طائی بھی قربان ہے

بدرگاہِ خدا بھر دعا چون دست برداری
باستقبالِ و آید اجابت از درِ باری

بازوے مبارک

۳۲۰
پھڑکنے جب لگے بازو تو پھر آنے لگی خوشبو
ہٹی ساعد سے جب چادر نظر آنے لگے بازو
سواری آگئی اور سامنے تھی قامتِ دلجو
مرے بختِ ساعد سے ملا تصویر کا قابو

ادب سے ہاتھ کو بوسہ دیا قدمو پہ سر رکھا
مگر بازو کو مین نے اے وِلاؔ پیشِ نظر رکھا

۳۲۱
مری خوش قسمتی سے ساتھ تھا تصویر کا سامان
ملا یا بازوِ اقدس سے پھرا سپر ہوا قربان
بچا کر آنکھ مین نے لی وِلاؔ تصویرِ عالیشان
بلورین ساعدِ منقوش پر مین خود رہا حیران

اسی تصویر کو بندِ مسدّس مین دکھاتا ہون
جسے مین ساعدِ خوبان کا بازوبند پاتا ہون

۳۲۲
وِلاؔ اس ساعدِ سیمین سے جب ہاتھ آگئی دولت
قبا کی آستین ہے پردۂ فانوس کی صورت
اسی دولت سے ہاتھون ہاتھ پیدا ہوگئی قوت
اسی فانوس سے اس شمعِ ساعد کی ہوئی زینت

یہان تشبیہ شمعِ طور سے پُر نور ہے بازو
مرے زخمِ جگر کا مرہم کافور ہے بازو

کہ یہان ساعد یعنی بازو ہے۔ فارسی اور عربی کا استعمال بازو اور کلائی دونون کے لیے ہے ۱۲

حکومت ہے اسی کی جسم مین کہنی سے شانے تک
اسی سے تھے مخاطب شاہِ عضدالدولہ زیرک
۳۲۳
اسی کے زور سے زورِ کمان اور قوّتِ ناوک
اسی کے زورِ بازو تھے علیِ مرتضیٰ بیشک

اسی بازو کی قوّت قوّتِ بازوے حیدر تھی
شجیعانِ عرب کے زورِ بازو کا یہ جوہر تھی

ولا وصفِ اعانت ساعدِ انور پہ شیدا ہے
بلورین ساعد اس کا سینۂ ماہی سے پیدا ہے
۳۲۴
مساعد بخت ہین اپنے جو اس ساعد کو دیکھا ہے
نظر آتی ہین جس مین مچھلیان وہ سیلِ دریا ہے

اعانت جسکو اس بازو سے ہو وہ کیون نہ پار اُترے
جو اسکو دیکھ لے دریا تو موجون کا خمار اُترے

آرنج مبارک (کہنی)

ولا بازو سے آگے بڑھ کے ہم کہنی پہ آتے ہین
لقاے بندگاہِ ساعد و بازو دکھاتے ہین
۳۲۵
یہان مسند پہ کہنی ٹیک کر خاکا جماتے ہین
ہلاتا ہاتھ ہے بہزاد ہم کہنی چلاتے ہین

یہان بہزاد کی کہنی پہ ہم ہرگز نہ جائینگے
نزاکت سے ولا تصویر اسکی خود بنائینگے

اسی پر اے ولا کرسی نشینون کا سہارا ہے
اسی کا حالتِ غفلت مین کیا اچھا اشارا ہے
۳۲۶
اسی مرفق کے ٹیکے پر یہان اپنا گزارا ہے
اسی مرفق مین وصفِ نازکِ رفق و مدارا ہے

نظر آئی وضوے مصطفےٰ مین نازنین اپنی
چڑہائی تھی پیمبر نے اُسی تک آستین اپنی

۳۲۷ سہارے سے اسی مفصل کے ہم ہر دم سنبھلتے ہین
سمندر مین سفینے اسکی پامردی سے چلتے ہین
اسی اک جوڑ سے دن بھر مین بیسون کام چلتے ہین
اسی کہنی کی ٹکر سے ہزارون دل دہلتے ہین

مقولہ ہے عرب کا اے وِلا اِسباب مین برحق
جراحُ السّیف شیءٌ ھیّنٌ من ضربۃ المرفق

ساعدِ مبارک (کلائی)

۳۲۸ مین پہنچا آپکے پہنچے پہ جب وصفِ سراپا مین
حقیقت مین ہین یہ دو ہڈیان دستِ توانا مین
نظر آنے لگی اِک شاخِ نازک سروِ بالا مین
دونالی ہے تمنچہ ہو بہو اُس دستِ یکتا مین

یہ دوضربی تمنچہ جب صفِ لشکر پہ چلتا ہے
وِلا ہیبت سے سارے کافرونکا دل دہلتا ہے

۳۲۹ یہان کہنی کے آگے آپکی نازک کلائی ہے
اِسی نازک بدن کی اپنے پنجے تک رسائی ہے
نزاکت کی بدولت اس مین وصفِ دلربائی ہے
عزیزو اسکی فطرت مین سراپا خودنمائی ہے

کلائی آستین سے خودبخود باہر نکلتی ہے
مسیحا کی ہے یہ رہبر اسی مین نبض چلتی ہے

۳۳۰
یہ دن بھر مین کئی بار آبِ زمزم سے نھاتی ہین ۔۔۔ نمازِ پنج وقتہ کے وضو مین دھوئی جاتی ہین
چڑھا کر آستین جب آستین سے باہر آتی ہین ۔۔۔ تو پھر آنکھون مین میری مردمک بنکر سماتی ہین

یہ دونون دلربا ہین ملحقاتِ دست مین شامل
معین زورِ بازو و پنجۂ اقدس کی ہین حامل

پنجۂ دستِ مبارک

۳۳۱
مرے پنجے مین انگلی کا قلم یہ نقشِ فطرت ہے ۔۔۔ ملا ہے خامۂ معجز رقم خالق کی قدرت ہے
وہ محوِ نقش ہے سر تا قدم تصویرِ صورت ہے ۔۔۔ ترے پنجے کا وہ بھرتا ہے دم یہ اسکی طاقت ہے

اسی تصویر کا صدقہ ہے خامہ اپنی طاقت مین
خدا کی شان ہے لوح و قلم ہین اسکی قدرت مین

۳۳۲
کفِ دستِ مبارک سے مرکّب پنجۂ انور ۔۔۔ اسی پنجے نے پانچون انگلیان رکھّین ہتھیلی پر
کہا کرتے ہین اسکو پنجۂ مرجانِ سخن پرور ۔۔۔ چمک مین پنجۂ الماس ہے اور پنجۂ گوہر

یہ اپنے رنگ و بو مین پنجۂ گل، پنجۂ لالا
گلون سے پنجۂ خورشید کی تشبیہ ہے اعلیٰ

۳۳۳
اکھاڑون مین اسی پنجے کا دم اُستاد بھرتے ہین ۔۔۔ اسی پنجے کی سارے پنجہ کش تعظیم کرتے ہین
اسی پنجے سے کُشتی باز کے شانے اُترتے ہین ۔۔۔ یہ وہ پنجہ ہے نورانی بنوٹی جسپہ مرتے ہین

اسی پنجے کا چرچا چار سو ہے شش و انگِ عالم مین
اسی پنجے کا شہرا ہشت منظر[۵۰] ہفت طارم[۵۱] مین

۳۳۴
اسی پنجے مین تھا خنجر اسی پنجے مین تھا بھالا
سرِ دشمن اسی خنجر سے تو نے کاٹ ہی ڈالا
اسی بھالے کی قوت سے ہوا دشمن تہ و بالا
طفیلِ پنجۂ تیغ زن ہوا کافر کا منھ کالا
اسی پنجے سے پنجہ پھر گیا جب دستِ ظالم کا
ہوا دنیا سے استیصال نوعِ مظالم کا

۳۳۵
ہر اک انگلی ہے مصرع بندِ انگشت اسکے ہین ارکان
ہر اک ناخن ہے انکا قافیہ بحرِ سخن آسان
اسی پنجے سے پائے ہم نے ان اشعار کے اوزان
کفِ دستِ مبارک ہے انھین اشعار کا دیوان
وِلا پانچ انگلیون سے پنجۂ نازک مخمّس ہے
اسی پنجے پہ قربان آج یہ اپنا مسدّس ہے

کفِ دستِ مبارک

۳۳۶
کفِ دستِ مبارک کی صفت کیا ہو بیان مجھ سے
لیا چاہین اگر اہلِ سراپا امتحان مجھ سے
بگڑ بیٹھا ہے جرأت پر مری صحنِ جنان مجھ سے
ہمین گوے و ہمین میدان نپٹ لین وہ یہان مجھ سے
اسی کف کو سخنور ساحت و میدان سمجھتے ہین
اسی مٹھی کو شاعر (گوے و ر چوگان) سمجھتے ہین

[۵۰] ہشت منظر کنایہ از ہشت بہشت ۱۲
[۵۱] ہفت طارم کنایہ از ہفت آسمان ۱۲

۳۳۷
ید بیضا اگر موسےٰ کا تھا یہ تھا کفِ بیضا
پھلا تھا آگ سے وہ یہ سراپا نور تھا ایسا
وہ ناری تھا یہ نوری وہ مجازی یہ حقیقی تھا
کہ یہ تھا ماہِ کامل اور وہ تھا آگ کا شعلا

مسلمانون کی جنت ہے اسی روشن ہتیلی مین
اسی کی آگ ہے دلمین طپش قلبِ یہودی مین

۳۳۸
خطوطِ ہندسی اسکے ہین نقشِ طالعِ انسان
اسی کف کو کہا ہے نکتہ سنجون نے کفِ احسان
وِلاؔ چلو کو جامِ جم کہون یا ساغرِ دوران
صدف مٹھی ہے بے شک جب ہتیلی ہی گہر افشان

کریم اس کا لقب ہے یہ لٹاتا ہے زر و گوہر
پلاتا ہے مے وحدت یہ اپنا جام بھر بھر کر

انگشتانِ دستِ مبارک

۳۳۹
بلاغت مین قلم تشبیہ انگشتِ شہادت کی
اسی سے لکھ رہا ہون داستان مین انکی مدحت کی
مقدس انگلیونکے وصف مین جسنے حمایت کی
اسی کی خوش خطی تعریف ہے میری کتابت کی

قلم ہے تر زبان ڈوبا ہوا ذوقِ سیاہی مین
بن آئی اسے وِلاؔ پنجے کی (پانچون انگلیان گھی مین)

۳۴۰
وِلاؔ مداح انگلی کے بڑے ثابت قدم نکلے
سخن پرور نکلنے کو تو صدہا بیش و کم نکلے
قلمدان چھوڑ کر اس فکر مین لاکھون قلم نکلے
مگر نکلے تو پورے امتحان مین ایک ہم نکلے

		سخن سنجون کی فکرین اپنی ہمسر ہو نہین سکتین یہ پانچون انگلیان باہم برابر ہو نہین سکتین		
وِلا شقّ القمر اعجاز انگشتِ شہادت کا خلافِ عقل ہے لیکن ہے ماخذ خرقِ عادت کا	۳۴۱			یہ استثنا رہے روشن مقصدِ قانونِ قدرت کا یہی ہے معجزہ مصداقِ اعجازِ نبوّت کا
		مخالف منحرف ہین انگلیان کانون مین رکھتے ہین نبی اپنی نبوت کی سند شانون مین رکھتے ہین		
ہتیلی اور پانچون انگلیان پنجے مین شامل ہین یہی ہین پنجتن جو موجدِ عقدِ انامل ہین	۳۴۲			یہ پانچون پنج آیت[1] ہین جو مٹھی مین داخل ہین وِلا تشبیہ مین انگشتِ شمسی[2] کے مماثل ہین
		ہر اک انگلی پہ ناخن ماہِ نو اپنی شباہت مین یہ پانچون ہین بلورین مچھلیان بحرِ بلاغت مین		
اسی انگلی کی ہر اک پور مین دیکھا عجب نقشا وِلا پورون کے چودہ جوڑ ملکر بنگئے پنجا	۳۴۳			کبھی کھنچی نظر آئی کبھی شانہ کبھی پنجا اسی مٹھی مین ہے مخفی معمّا رازِ وحدت کا
		یہی مجموعۂ قدرت ہے پنجہ جس کو کہتے ہین انامل جس مین باہم رات دن مل جل کے رہتے ہین		
		ناخنِ دستِ مبارک		

[1] پنج آیت بقول فرہنگ آصفیہ وہ پانچ سورۂ قرآن یا آیات جو اکثر فاتحہ مین پڑھی جاتی ہین ۱۲

[2] انگشت آفتاب کی ... از خطوط شعاعی و انگشت شمسی مثلہ ۱۲

۳۴۴
قلم کی نوک سے ممکن نہ تھی توصیف ناخن کی
کتابت مین نہ پائی جب کوئی تحریف ناخن کی
خطِ ناخن سے لکھتا ہون وِلا تعریف ناخن کی
اسے کہنے لگے اہلِ زبان تصنیف ناخن کی

وِلا فولاد کی پتی ہے اپنا ناخنِ خامہ
اسی ناخن سے ہے جسمِ قلم پر آہنی جامہ

۳۴۵
زبانِ تیغ پر ہین ناخنِ شمشیر یہہ ناخن
ہلالِ آسمان کی ہین مگر تصویر یہہ ناخن
ترے ابرو ہین دونون یا کمانِ تیر یہہ ناخن
مہِ نو سے یہان رکھتے ہین ناخن گیر یہہ ناخن

کہا ہے جن سخندانون نے اِنکو غنچۂ گلبن
سنبھل کر ہوش مین آجائین وہ لین عقل کے ناخن

۳۴۶
بشکلِ ناخنِ وزر آسمان پر یہ نظر آیا
سمندر مین صدف نے ناخنِ خوش کا لقب پایا
فلک پر ناخنِ چشمِ شب اس ناخن کا ہے سایا
چمن مین ناخنِ گل کو اسی ناخن نے دکھلایا

جہان مین ہر جگہ اس ناخنِ اقدس کا شہرا ہے
زمین و آسمان و بحر و بر مین نام اس کا ہے

۳۴۷
گرہ پڑتے ہوے دیکھی نہین ابروے ناخن پر
سرش گردم کہ دارد ناخنے انگشت او بر سر
وِلا عقدہ کشائی مین یہہ ناخن رہبرِ حیدر
بدل بشکست یارا ناخنِ انگشتِ پیغمبر

کرن کو اس لئے ہم ناخنِ خورشید کہتے ہین

ل ناخن تیزی شمشیر ایشان ۱۲
ل ناخن جگر نژاد ابروے ہلال ۱۲
ل ناخن ابرو و شمشیر ۱۲
ل ناخن و ناخن گیر آلہ ایست ناخن گرفتن ۱۲
ل ناخن چشم تب
ل ناخن ہندو ناخنِ مناداز ماہ ۱۲
ل ناخن خوش پنجہ ایست از صدف ۱۲
ل ناخن گل کنایہ از برگِ گل ۱۲
ل ابروے ناخن ناخن باشد ۱۲
ل ناخن بدل شکستن مرعوب خاطر گردیدن ۱۲
ل ناخن خورشید خطوط شعاعی ۱۲

شعاعی خط چمک مین مثلِ ناخن بڑھتے رہتے ہین

پشتِ مبارک

۳۴۸
صفاتِ پشت مین ہون پشت بدیوار[1] حیرت سے
فنِ تشریح نے واقف کیا انکی حقیقت سے
پسِ آئینہ پائے مہرہاے سیم[2] کثرت سے
شمار انکا وِلا جو ہین ہے قانونِ حکمت سے

نظر آتا تھا آئینے کی صورت سامنے سینہ
پسِ آئینہ تھی پشتِ مبارک پشتِ آئینہ

۳۴۹
عریض اسکو بتایا نکتہ سنجانِ شمائل نے
کیا مایوس ہم کو قلتِ علم و سائل نے
اُسے عالم کا پشتیبان لکھا بعضے رسائل نے
ہماری پیٹھ ٹھوکی آپکے حُسنِ فضائل نے

فروتن[3] بود و در رفتار خود پشت دوتا[4] دارد
ز سلکِ مُہرہ تسبیحے وِلا از کہربا دارد

۳۵۰
بیاضِ پشتِ اقدس صفحۂ قرطاسِ نورانی
عیان اس پیٹھ کے نقروں سے دو کالم تھے طولانی
سوادِ موے تن مُشکین رقم آیاتِ قرآنی
مسجّل یہ سند تھی حاملِ احکامِ ربّانی

اسی فرمان کے عنوان پر مُہرِ نبوّت تھی
خطِ کوفی مین فرمانِ الٰہی کی کتابت تھی

۳۵۱
اسی کی پشت گرمی[5] نے مٹایا سرد مہری کو
اسی کی پشت داری[6] نے بڑھایا خلق کے جی کو

[1] پشت بر دیوار کنایہ از متحیر ۱۲
[2] مہرہاے سیم کنایہ از ستارگان ۱۲
[3] فروتن بمعنی متواضع
[4] پشت دوتا بمعنی پشت خمیدہ ۱۲
[5] پشت گرمی بمعنی تقویت و مددگاری ۱۲
[6] پشت داری بمعنی پشتی بانی ۱۲

اسی پشتِ مبارک سے ملا اعزازِ پشتی کو		اسی کی پشت نے قوّت عطا کی پشت ماہی کو[1]
	بایں توقیر پشتِ ہمّتش بر خویشتن باشد[2] بشا باشِ دلم دستِ کرم بر پشتِ من باشد[3]	
	## سینۂ مبارک	
کشیدم[4] سینہ بر مضمونِ حُسنِ سینۂ روشن بیمنِ سینہ کاوی[6] یافتم گنجینۂ روشن	۳۵۲	کشادم[5] سینہ آوردم بدست آئینۂ روشن دل و جانم فدائے سینۂ بے کینۂ روشن
	زموئے عنبریں از سینہ اش تا ناف تحریرے کہ سلکِ فقرہ ہائے پشتِ او از سبحہ تصویرے	
نگہ گردن سے جب اُتری تو آگے آگیا سینہ مصفّا ظاہری تشبیہ میں ہے مثلِ آئینہ	۳۵۳	اسیں پہلیاں صدرِ حریم قلب کا زینہ بلاغت نے اسے اسرار کا مانا ہے گنجینہ
	اسی میں دل ہے دل میں اپنے خالق کی محبّت ہی اسی میں راز ہے یہ راز دانوں کی حقیقت ہی	
وِلا بے داغ ہے یہ اور اسیں داغ رہتے ہیں یہ غم پرور[7] ہے جس سے وہ غمِ اُمّت کو سہتے ہیں	۳۵۴	سخن پرور اسیکو سینۂ بے کینہ کہتے ہیں اسی چشمے سے آبِ دل بلند و راشک بہتے ہیں
	اسی سینے سے وہ سینہ سپر[8] ہے اپنی اُمّت کا	

[1] پشت ماہی یعنی ... زمین ۱۲
[2] پشت بر خویشتن بودن یعنی خود را در نظر نیاوردن ۱۲
[3] دست بر پشت داشتن یعنی دلاسا دادن ۱۲
[4] سینہ کشیدن یعنی ... نمودن ۱۲
[5] سینہ کشادن یعنی خوشحال شدن ۱۲
[6] سینہ کاوی یعنی کوشش بلیغ (آصفیہ) ۱۲
[7] غم پرور یعنی غمگسار ۱۲
[8] سینہ سپر یعنی ثابت قدم و مددگار ۱۲

اسی سینے سے اُمت کو بھروسہ ہے شفاعت کا		
لطیف وصاف وروشن صبح پرور ہین صفات اسکے	۳۵۵	بلور و صفحہ و آئینہ تشبیہات ذات اسکے
کریم النفس و اخلاق و نیکی ملحقات اسکے		سخن دانانِ عالم جانتے ہین سب نکات اسکے
فرشتے آسمان پر لوحِ محفوظ اسکو کہتے ہین		
اسی سینے مین آیاتِ مُبین محفوظ رہتے ہین		

قلبِ مبارک

وِلا تصویرِ دل مین آلۂ برقی کی صنعت ہی	۳۵۶	ذریعہ عکس کا دل کی کشش اور جذبِ اُلفت ہے
نقوشِ عضوِ مخفی مین یہ استادونکی جدت ہی		نگاہِ سادہ لوحانِ جہان مین یہ کرامت ہے
توجہ سے جمایا اپنی لوحِ دل پہ جب خاکا		
لیا کاغذ پہ ہم نے عکس پھر قلبِ معلّی کا		
صفاتِ دل مین ہم دل دیچکے اے دلربا تجکو	۳۵۷	سخن مین جب بنے بیدلؔ تو پھر دلبر کہا تجکو
خبر ہے اس دلِ عاشق کی محبوبِ خدا تجکو		خداوندِ تعالیٰ نے خود اپنا دل دیا تجکو
تجھے دلدار کہتے ہین ترا دل تیرے پہلو مین		
نہین اے دلستان۔ ہے ہے۔ مرا دل اپنے قابو مین		
وہان تصویرِ دل لینے گئے تھے دیکے دل آئے	۳۵۸	یہان لینے کے دینے پڑ گئے ہم دل مین گھبرائے

سے بیدل یعنی عاشق و شاعر معروف ۱۲

بنے بیدل تو کھو کر اپنا دل ہرگز نہ پچتائے
ولا پھر کیون نہ اسکے ہو رہین ہم جسپہ دل آئے

غنیمت ہے بنی تصویرِ دل تصویرِ دل اپنی
دلِ شیدا پریشان ہے طبیعت منتقل اپنی

۳۵۹
مرا دل بڑھ گیا تو نے بڑھایا جب مرے دلکو
ملا یا حُسنِ صورت سے ترے حُسنِ خصائل کو
کیا پھر منتخب تصویر مین اندازِ مشکل کو
کیا تصویرِ دل سے منطبق تیرے شمائل کو

مرے دل پر تری تصویرِ دل ایسی اُتر آئی
کہ آنکھون مین دلِ آگاہ کی صورت نظر آئی

۳۶۰
صفاتِ دل ہین اُلفت خیز و صاف و نازک و روشن
اسی دل کے لئے ہے پردۂ دل اس کا پیراہن
شباہت مین ہی طفل و لوح و شیشہ غنچۂ گلشن
اسی کا برگِ گُل اور دامنِ گُل نبگیا دامن

وہ دلجو ہے تو دلدادہ ہون مین اسکی عنایت کا
وہ دلکش ہے مین جان و دل سے ہُون بندہ محبت کا

۳۶۱
ولا دلبستگی ہے مجکو وصفِ دل سے سر تا سر
دلیری اور دل افروزی کے ہین اس قلب مین جوہر
وہ میری دلدہی کرتا ہے مین قربان جان اُس پر
یہ دلسوزی مین ہی مشہور دلداری مین نام آور

دماغ و دل بہم شاہ و وزیرِ کشورِ تن ہین
انھین کے کارنامے مثل مہر و ماہ روشن ہین

لہ تصویر دل بمعنی نقش دل ۱۲
سہ دل افروزی بمعنی روشن کردن دل اور دیکھو دلفروز ۱۲

ترا دل مو بمو واقف ہی میرے دُکھ بھری دل سے ۳۶۲ توجہ سے کیا کرتا ہے وہ باتین مری دل سے
رہے دل جسکے پہلو مین تری عزت کری دل سے جو صوفی ہو وہ حق آگاہ واقف ہو تری دل سے

مین سالک ہون طریقت مین مرا رہبر ہے دل تیرا
شریعت مین وہ میرا رہنما پیرو ہے دل میرا

شکمِ مبارک

نکالا حوصلہ وصفِ شکم ہو اس سے کیا بہتر ۳۶۳ سواء البطن ہے اہلِ شمائل کی زبانون پر
نہ تھے سرور ہمارے کہانے پینے مین شکم پرور غذا رہتی تھی کم صائم رہا کرتے تھے آپ اکثر

بیان کیا اس سے بڑھکر ہو منھ مین دانت ہی کوئی
ضعیفی سے نہ اپنے پیٹ مین ہان آنت ہے کوئی

اذوقے مین وہان کچھ ایسی قلت پائی جاتی تھی ۳۶۴ طبیعت دیکھکر اسکو ولا گھبرائی جاتی تھی
اِدہر دائم غذا بھی بھوک سی کم کہائی جاتی تھی اُدہر فاقون سے دعوت صبر کی فرمائی جاتی تھی

شکم بندہ نہ تھے روٹی نہین پاتے تھے وہ اکثر
مگر شام و سحر اُمت کا غم کہاتے تھے وہ اکثر

نہ تھا یہ حالِ سرور تنگیِ وجہِ معیشت سے ۳۶۵ رہا کرتے تھے وہ مجبور ایثارِ طبیعت سے
سمجھ سکتے ہین ہم انکا حشم انکی حکومت سے مگر کرتے تھے نفرت مالِ دنیا کی فراغت سے

ولا اسیری مین وہ شکرانۂ نعمت بجا لاتے
تضرّع۔ ذکرِ حق تکلیف کی حالت مین فرماتے

۳۶۶ تنورِ بطن مین رہتی تھی آتش بھوک کی لیکن
نہ ہٹتے تھے وہ تکلیف و صعوبت سے کبھی ایمن
سہا کرتے تھے اِسکو جسقدر انسان سے تھا ممکن
ریاضت مین بسر کرتے تھے اپنی زندگی کے دن

کبھی معدے پہ پتّھر باندہ کر تسکین پاتے تھے
کبھی تکلیف بڑہ جاتی تو بیٹھے مُسکراتے تھے

کمرِ مبارک

۳۶۷ کمر بستہ ہین ہم وصفِ کمر کی موشگافی مین
سکوتِ جملہ اربابِ شمائل کی منافی مین
کمر موے کمر ہے حُسنِ ترکیبِ اضافی مین
لکھین گے ہم مگر مافات کی حُسنِ تلافی مین

حقیقت آپکی نازک کمر کی آپ ہی جانین
نزاکت کیون نہ ہم موے میان کی اے ولا مانین

۳۶۸ کمر باندہے ہوے رہتے تھے آپ امدادِ امّت پر
کسا کرتے تھے جب اپنی کمر فوجی حمایت پر
بھروسہ آپکو رہتا تھا خالق کی اعانت پر
کمر دیوال مین مہیا رہتے تھے ضرورت پر

کمر دشمن کی انکے دبدبے سے ٹوٹ جاتی تھی
عدو کے ہاتھ سے تلوار اسکی چھوٹ جاتی تھی

کمر کا کھولنا ممنوع تھا انکی لڑائی مین کمر وہ ٹھوکتے تھے فوج کی جنگ آزمائی مین	۲۶۹	کمر وہ باندہتے تھے چست لشکر کی چڑہائی مین فتوحاتِ عرب کی دہوم تھی ساری خدائی مین

برزمش آبِ شمشیرے کہ او را تا کمر دیدم
مقابل را ہمان آبِ کمر بالاے سر دیدم

کمر جب ٹوٹ جاتی تھی ہر اک مشرک ستمگر کی کمر جب بیٹھ جاتی تھی عدوے فتنہ پرور کی	۲۷۰	کمر سیدہی ہوا کرتی تھی پیغمبر کے لشکر کی کمر کھلتی تھی اپنے سرورِ ذیشان پیمبر کی

اسی موے کمر کے وصف مین ہم ہین کمر بستہ
یہان موے میان سے ہے کمر کا راز سربستہ

ولا موے میانِ خوبانِ عالم کی نزاکت ہے کمر مین آپکی ہنیار یہ عینِ حقیقت ہے	۲۷۱	اسی سے انکی تعریفِ کمر حسنِ بلاغت ہے اسی موے میان کی شاخِ تشبیہی رعایت ہے

سخنور متفق ہین آپ کے حسنِ سراپا مین
کمر معدوم ہے مثلِ دہن تحقیقِ اعضا مین

پاے مبارک

قدم کے وصف مین میرا قلم کاغذ پہ چلتا ہے بلاغت نے کہا تشبیہ مین یہ ہمسرِ پا ہے	۲۷۲	یہ مثلِ پاے نازک ہے روان اور قدمین سیدہا ہے سخندانون نے ایسا رہنما قسمت سے پایا ہے

لقب ہے (خامۂ پا) استخوانِ کعب انسان کا
اسی کی ہمرہی سے کام چلتا ہے سخندان کا

۳۷۳
قدم پائے تو اُنپر رکھدیا سر اے وِلاہم نے
انھین قدمونکو آنکھوںسے لگایا ساری عالم نے
ہمارے سر پہ رکّھا ہاتھ اس خُلقِ مُجسّم نے
وِلاآنکھون کو بخشا نور اس پاے مکرّم نے

قدم ہم نے لئے آہی گئی جب پاؤن کی باری
چلو ہونے لگی پھر خلد کو چلنے کی تیّاری

۳۷۴
انھین قدمونپہ سر رکھتے ہین سردارانِ فی شوکت
فدا نقشِ قدم پر رہروانِ وادیِ غربت
قدمبوسی انھین قدمونکی ہے سرمایۂ عزت
انھین قدمون کے پیرو سالکانِ رہبرِ ملت

علوِ عرش و کرسی پاے اقدس ہی کا پایا ہے
جہان مین وصفِ پامردی انھین قدمونکا سایا ہے

۳۷۵
تفنگ پاے اقدس حربۂ دستِ بلاغت ہے
اسی کے زانوِ روشن مین مخزن کی شباہت ہے
مثلث دستۂ بندوق ان کی انوکھی ہیأت ہے
اسی مین ساق کی ہے نال یہ خالق کی صنعت ہے

سنا یہ خود بخود چلتی ہے گو ٹوٹون سے خالی ہے
یہ چراے کافر و کفّار پر یہ چلنے والی ہے

۳۷۶
یہان ہم پاؤن اپنے قبر مین لٹکاے بیٹھے ہین
گناہون سے سراسر پا بگل شرماے بیٹھے ہین

انھین قدمون نے آگے ہاتھ ہم پھیلاے بیٹھے ہین
وِلاؔ اقدام کی مدحت کا جسکا پاے بیٹھے ہین

بنی ہے اپنی ہیأت خاکساری مین یہان جیسی
نہ ہوگی پاؤن کے نیچے کی مٹی ہی کبھی ایسی

رانِ مبارک

۳۷۷
کشادم[1] ران براسپِ خامہ بہرِ مدحتِ رانے
سرِ من گوے این چوگان خیالم ہمچو میدانے
فشردم[2] ران فدا گشتم بران اردست چوگانے
برنگِ حکمران[3] آمد درین میدان سخن دانے

سخن دانان لقب کردند در عالم سخندانم
بحمد اللہ کنون در مدحتِ رانش سخن رانم[4]

۳۷۸
بلاغت نے کہا بحرِ کرم سے نہر چلتی ہے
حقیقت مین وِلاؔ یہ منزلِ کعبہ کی کرسی ہے
پھڑکتی ہین اسی مین مچھلیان تشبیہ اچھی ہے
اسی کرسی پہ قائم آسمانِ عرش و کرسی ہے

یہ وہ ارکانِ عالی ہین جو سقفِ تن کے ہین حامل
ہم ان دونون کو کہتے ہین رواقِ حاملِ منزل

زانوے مبارک

۳۷۹
شکستم[5] زانوِ خود را بہنگامِ سخن گفتن
بپاے او کہ زانو نیست چون آئینہ روشن
کہ آئینِ ادب باشد ہمین در بحرِ جان سفتن
وِلاؔ در پردہ بانو نیست گوئی در حریمِ تن

[1] ران کشادن یعنی سوار اسپ شدن ۱۲
[2] ران افشردن یعنی تیز کردن اسپ ۱۲
[3] حکمران یعنی بادشاہ ۱۲
[4] سخن راندن یعنی سخن گفتن ۱۲
[5] زانو شکستن یعنی ادب نشستن ۱۲

ازین آئینہ روشن چو روشن شد مکانِ او
بچشم آمد مرا تصویرِ وصلِ ساق و رانِ او

ساقِ مبارک

۳۸۰
یہان شاقِ قلم مداح ہی اس ساقِ سیمین کی
چمن مین ساقِ گل شاکی بنی اندازِ گلچین کی
نزاکت ساقِ نازک میری تصویرِ مضامین کی
یہان ساقِ قلم ممنون سخندانونکی تحسین کی

انھین ساقون کی دونلیونمین ہم نے نالیان پائین
وِلا ان نالیون پر ہمنے جیتی مچھلیان پائین

کعبِ مبارک

۳۸۱
وِلا ساقِ مبارک سی ہی آگے کعبِ نورانی
گلابی رنگ پر یہ استخوانِ لعلِ بدخشانی
اسی کو قاب کہتے ہین سخندانانِ ایرانی
یہی کرتا ہے بندِ پاے اقدس کی نگہبانی

بلندی مین نظر آنے لگا جب دور سے کعبہ
قدم بوسی مین ہم کرنے لگے اس کعب کو سجدہ

۳۸۲
وِلا یہ کعبِ محبوبِ خداے بندہ پرور ہی
اگر وہ مسجدِ خالق ہے یہ مسجد کا منبر ہے
وہ کعبہ سجدہ گاہِ خلق ہے اللہ کا گھر ہے
قدم سے منبرِ کعبہ پہ یہ کعبِ پیمبر ہے

فضیلت اس کی ثابت ہوگئی کعبے کے منبر پر

یہ محبوبِ خدا ہے اور وہ عاشق پیمبر پر

قدمِ مبارک

۳۸۳
قدم بوسی کے صدقے مین وِلا رازِ قدم پایا — اسی بوسے سے تصویرِ قدم کا پڑگیا پایا
ہوا جب خاکِ پا۔ نقشِ قدم کا لطف ہاتھ آیا — رہے زیرِ قدم قوسِ قدم کا ہمپہ تھا سایا

وضو کرنے لگے جب آپ ہم تھے سامنے حاضر
جمی تھین اپنی آنکھین ہم سراپا حاضر و ناظر

پنجہ پاے مبارک و پاشنہ مبارک

۳۸۴
وِلا رازِ اقامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ — مقامِ حسنِ قامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ
دلیلِ استقامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ — حسینونکی قیامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ

قیامت کیون نہو قائم اسی پنجے کی ٹھوکر سے
قیامت ہے ہر اک انگلی کفِ میدانِ محشر سے

کفِ پاے مبارک

۳۸۵
کفِ پا کا۔ خمِ نازک نظر آتا تھا پنجے سے — گزر جاتی تھین جہلین اس پلِ نازک کے نیچے سے
نظر آتا تھا وہ دریاے رحمت کے کنارے سے — عیان تھی پائداری لے وِلا اس پل کے پایے سے

انھین قدمونکا صدقہ ہے کہ وہ سردار ہے اپنا

اسی پل کی بدولت آج بیڑا پار ہے اپنا

ناخنِ پاے مبارک

فدا ابروے خوبان خم پہ تیرے ناخنِ پا کے
تصدق تیغِ بُرّان خم پہ تیرے ناخنِ پا کے
۳۸۶
ہلالِ چرخ قربان خم پہ تیرے ناخنِ پا کے
ہے ناخن گیر حیران خم پہ تیرے ناخنِ پا کے

تعجب سے ہوے ناخن بدندان[1] چارون بیچارے
پڑے ہین ناخنون مین میل ہین ناخن کے یہ سارے

نعلینِ مبارک

ولا نعلینِ اقدس آپکے قدمون پہ قربان ہین
چرن بردار ہین ہم اپنی اس خدمت پہ نازان ہین
۳۸۷
فدا نعلینِ اطہر پر یہان اپنے دل و جان ہین
تصدق اے ولا اس بند پر ساری سخندان ہین

گذارم دیدہ پیشا[2] و چو بر نعلین بکشاید
کشم از چشم خود نعلین را چون خانہ باز آید

رفتارِ مبارک

یہان رفتارِ اقدس سے زمین کو وہ ملا رتبا
وہ خود چلنے لگی آگے ادب کا یہ تقاضا تھا
۳۸۸
ترے زیرِ قدم تھی آسمان پر تھا دماغ اُس کا
فلک تھامے ہوے تھا سر پہ تیرے ابر کا چھاتا

حسینانِ جہان اس راہ پر آنکھین بچھاتے تھے

[1] ناخن بدندان گرفتن از حیرانی و تعجب ۱۲
[2] دیدہ پیش کردن برای حرمت آن بنہم ۱۲

ہمین اٹھکھیلیون سے بہاؤ چلنے کا بتاتے تھے

تصدّق ہین تری رفتار پر اے رہبرِ کامل
ترے نقشِ قدم پر چل رہے ہین جملہ اہلِ دل
۳۸۹
ترے پیرو ہین سارے سالکانِ عازمِ منزل
بھٹک کر چلدئے جو چال سے تیری ہوئی غافل

شریعت ہاتھ مین تیرے تو قدمو نمین طریقت تھی
شریعت مین طریقت اور طریقت مین شریعت تھی

نگہ رہتی تھی دائم راہ پر یہ تھا شعار ان کا
جھکی رہتی تھی گردن چال مین یہ انکسار ان کا
۳۹۰
جمے رہتے تھے مسلک پر قدم یہ اقتدار انکا
مؤدّب سامنے چلنے صحابہ یہ وقار انکا

قدم آہستگی کے ساتھ رہ رہ کر اُٹھاتے تھے
سرافرازانِ عالم جن کے آگے سر جھکاتے تھے

خاتمۂ سراپا

سراپا ہو گیا تیار محبوبِ خدا تیرا
ترے دربارِ عالی مین قصیدہ خوان ہوا تیرا
۳۹۱
یہی نقشِ شمائل بن گیا سرتا پا تیرا
ترا مدّاح اس تاریخ سے بس ہو چکا تیرا

دُعا یہ ہے سراپاؤن پہ ہو اسکو شرف حاصل
ترا مدّاحِ نامی ہو ترے خدّام مین داخل

ملائک۔ اہلِ جنّت اسکو نقشِ حور کہتے ہین
۳۹۲
سخنور اس سراپا کو سراپا نور کہتے ہین

تجلّی سے کلیم اللہ شمعِ طور کہتے ہین ۔ سراپاے رسول اللہ اِسے جمہور کہتے ہین

کوئی کہتا ہے تصویرِ پری اور کوئی حور اسکو
کہا ہے صاحبِ لولاک نے تصویرِ نور اسکو

دُعا

۳۹۳
یہی ہے التجا میری خداوندِ قدر قدرت ۔ صلے مین اس سراپا کے عطا ہو مجکو یہ نعمت
رہون جب تک مین دُنیا مین رہے قائم مری صحّت ۔ اگر ہو جاے اس دُنیاے فانی سے مری رحلت

رسول اللہ کے خدام مین پاؤن جگہ ایسی
کہ جسکا جائزہ ملجاے اس عالم مین جیتے جی

۳۹۴
رہے جب تک چمک عارض کی یارب وہی تابین ۔ دمک جب تک ہے میرے خدا لولوے دندان مین
الٰہی جب تک اعضا مین قائم جسمِ انسان مین ۔ خداوندا رہے جب تک تعلق جسم اور جان مین

سخندانانِ عالم مین سخن فہمی رہے یارب
جہان مین قدر قائم نکتہ سنجی کی رہے یارب

۳۹۵
مضامینِ سخن مین دور اجب تک بلاغت ہو ۔ بلاغت مین الٰہی جب تلک حُسنِ کنایت ہو
سخن سنجی مین جب تک یا خدا وصفِ فصاحت ہو ۔ فصاحت مین خدایا جب تلک لطفِ لطافت ہو

سریر آراے ملکِ نظم عثمانِ سخنور ہو

نظامِ سلطنت نظمِ کواکب کے برابر ہو

۳۹۶
رہین معدن مین جب تک یا الٰہی جوہرِ کانی
زمین پر بحر ہو جب تک الٰہی بحر مین پانی
رہین جوہر مین یارب جب تک لعلِ بدخشانی
صدف مین ہو الٰہی جب تلک لؤلوے عمانی

سخن سنجانِ نام آور پہ بارانِ گہر برسے
بھرین وہ اپنا دامن دستِ عثمانِ سخنور سے

۳۹۷
رہین جب تک الٰہی آسمان پر نیّر و اختر
رہے اوجِ فلک پر حکمران جب تک شہِ خاور
شبستان پر رہے پرتو فگن جب تک مہِ انور
رہے دنیا مین جب تک یا الٰہی چرخ کو چکر

رہے قائم دکن کی سلطنت مین دورِ عثمانی
شہِ عثمان سے روز افزون ہی قدرِ سخندانی

۳۹۸
رہے گلشن مین جب تک عاشقِ زلفِ سنابل
الٰہی جب تلک ہو باغ مین بلبل کو عشقِ گل
رہے سنبل مین جب تک یا خدا پیچ و خمِ کاکل
چہکتا جب تلک گلزار مین یارب رہے بلبل

جھڑین منھ سے سخن سنجون کے یارب پھول مدحت مین
شگفتہ دل ہین اس خسروِ آصف کی دولت مین

۳۹۹
رہے یارب سخن کا قدردان عثمانِ نام آور
الٰہی اسکے ہاتھون سے ملے پائین سخن پرور
سخن سنجی سے اسکی ہو عیان ہر ایک کا جوہر
بھرین مدّاح کا منھ ابرِ دستِ شاہ کے گوہر

قبائین تنگ ہون ۔ ایسے خوشی سے پھول جائین ہم
سلاطینِ سلف کی قدر دانی بھول جائین ہم

نمک پروردہ دولت ہون شاہا اس ریاست کا مرا حُسنِ طلب بھی حُسن ہے تیری سخاوت کا	۴۰۰	اسی دولت سے پاتا ہون وظیفہ حُسنِ خدمت کا دُعاگو ہون سراپا مین ترے لطف و عنایت کا

طفیلِ سرورِ ابرار ۔ تیرے بخت یاور ہون
ترے حامی ابوبکر و عمر ۔ عثمان و حیدر ہون

تمام شد

شکرانہ قطعات تاریخ کتاب ہذا

مین اُن شعراے نازک خیال کا شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے کمال مہربانی سے اس کتاب کے متعلق قطعات تاریخی عنایت فرمائے جنکے اسماے گرامی ذیل مین عرض کئے جاتے ہین

نشان سلسلہ	تخلص	نام
۱	۲	۳
۱	ابر	عالیجناب مولوی محمد واحد علیصاحب انڈر سکرٹری فرمانروای رامپور
۲	اثر	عالیجناب مولوی سید سجاد علیصاحب وظیفہ یاب دوم تعلقداری سلطنت آصفیہ۔
۳	اختر	عالیجناب مولوی لطیف احمد صاحب مینائی معتمد و ناظم امور مذہبی سلطنت آصفیہ۔
۴	امیر	عالیجناب مولوی میر حسن علیخانصاحب منصبدار و جاگیردار ملک سرکار عالی۔
۵	انجم	عالیجناب نواب سید بہادر حسین خانصاحب نیشاپوری۔ لکھنوی
۶	انور	عالیجناب مولوی محمود احمد صاحب مینائی خلف الرشید حضرت اختر مینائی۔
۷	جلیل	عالیجناب نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل القدر استاذ السلطان۔
۸	سما	عزیزی مولوی حبیب اللہ صاحب ابن مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم ناظم عدالت

۹	شوکت	عالیجناب مولوی میر کاظم علی صاحب بلگرامی تلمیذ رشید حضرت امیر مینائی مغفور
۱۰	عاصی	عالیجناب مولوی سید عبدالرزاق صاحب سشن جج جاگیرات عالیجناب نواب فخر الملک بہادر۔
۱۱	عشق	عالیجناب مولوی حبیب اللہ صاحب ناطقی۔ جاگیردار ضلع تلور صوبہ مدراس
۱۲	علامی	عالیجناب مولوی فصیح الدین احمد خان صاحب ایچ۔ سی۔ ایس معتمد سرکار عالی صیغہ مالگزاری۔
۱۳	فاضل	عالیجناب مولوی سید غلام جبار صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی
۱۴	قادر	عالیجناب مولوی قادر حسین صاحب داروغہ فراش خانہ صرفخاص مبارک
۱۵	قاصد	عالیجناب مولوی فاضل ابوطیب محمد یحییٰ صاحب وکیل ہائیکورٹ سرکار عالی
۱۶	قیصر	عالیجناب مولوی سید ابوالحسن صاحب تعلقدار کورٹ آف وارڈس سرکار عالی
۱۷	محمود	عالیجناب مولوی سلطان محمود محی الدین صاحب ناطقی وکیل ہائیکورٹ سرکار عالی
۱۸	نیتر	عالیجناب مولوی نور الحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی یادگار حضرت محسن مرحوم
۱۹	واقف	عالیجناب مولوی حکیم امتیاز حسین صاحب ابوالعلائی۔ طبیب سلطانی۔
۲۰	وفا	برخوردار مولوی رکن الدین احمد صاحب ناطقی ابن مصنف کتاب ہذا
۲۱	ہاتف	عالیجناب مولوی حاجی۔ حکیم عاشق حسین صاحب ابوالعلائی

حضرت آبر۔ عالیجناب مولوی محمد واحد علی صاحب اندر سکرٹری فرمانروائے ریاست رامپور

واہ رے طبعِ ولا کا حسن حیرت آفرین	جسکے آگے ذکرِ حسنِ حور سر تا سر قصور
وہ سراپائے شہِ بطحا کیا ہے اسنے نظم	ہو رہا ہے جس سے زورِ کلکِ قدرت کا ظہور
چستیِ بندش ہے بنا ہر شعر اک چوٹی کا شعر	دلکشی سے حسنِ مضمون غیرتِ گیسوئے حور
عالمِ انوارِ رحمت صفحۂ کاغذ پہ ہے	وادیِ ایمن میں یا روشن ہوئی ہے شمعِ طور
کھینچنا مشکل تھا نقشہ حسنِ احمد کا مگر	فکرِ پر نور ولا نے کھینچ دی تصویرِ نور ۱۹۱۹ء

حضرت اثر۔ عالیجناب مولوی سید سجاد علی صاحب وظیفہ یاب حسن خدمت دوم تعلقداری

سلطنت آصفیہ

بارک اللہ طبع وقّادِ ولا	کر لیا سرمایۂ دارین خوب
برزخِ علم و عمل پایا تجھے	دین و دنیا کے ملے قوسین خوب
شاعری کا لطف ہے اور نعت میں	کر دکھایا مجمع البحرین خوب
بول بالا ملک و مالک کا رہے	ہے مبارک یہ قرانِ سعدین خوب
مصرعِ تاریخ اثر کرتا ہوں نذر	ہے سراپائے شہِ کونین خوب ۱۳۳۸ھ

حضرت اختر۔ عالیجناب مولوی لطیف احمد صاحب مینائی معتمد و ناظم امور مذہبی

سرکار عالی

ٹپکتا ہے رنگِ عقیدت سخن سے	ولا کو مبارک تو لائے سرور
یہ ہے چشمِ بد دور وہ نعت جس کو	لگاتے ہین آنکھون سے شیدائے سرور
سراپائے پرنور کا صفحہ صفحہ	ہے آئینہ روئے زیبائے سرور
کلامِ درخشان کے پردے مین گویا	چمکتی ہے برقِ تجلائے سرور
مصنّف نے ایسا دکھایا ہے نقشہ	کہ آنکھین ہین محوِ تماشائے سرور
سراپا نگاری کی غایت یہی ہے	بڑھے ذوق و شوق و تمنّائے سرور
یہ ہے اسکے چھپنے کی تاریخ اختر	لکھا بے تکلّف سراپائے سرور ۱۳۳۸ھ

حضرت امیر۔ عالیجناب میر حسن علیخان صاحب منصبدار و جاگیردار سرکار عالی

لکھا ولا نے حلیۂ پُر نور مصطفےٰ	مقبول لا کلام ہے مومن کی جان ہے
ہاتف نے سالِ طبع کہا اسکا اے امیر	کیا فخرِ انبیا کا سراپا بیان ہے ۱۳۳۸ھ

حضرت انجم۔ عالیجناب نواب سید بہادر حسین خان صاحب نیشاپوری۔ لکھنوی

خلق مین پھیلا ہوا ہے آجکل نورِ ولا	ہوگیا شائع دکن سے اب سراپائے حضور
نذرِ انجم ہے یہ اس کا قطعۂ تاریخ طبع	آئینہ ہے طور کا یہ جلوۂ تصویرِ نور ۱۳۳۸ھ

حضرت انور۔ عالیجناب مولوی محمود احمد صاحب مینائی خلف الرشید حضرت اختر مینائی

سخن مین عجب رنگ تاثیر ہے	سراپا ہے یا نقش تسخیر ہے

ہر اک نقطہ ہے خالِ رخسارِ حور ہر اک سطر زلفِ گرہ گیر ہے
معانی وہ روشن ہیں جنسے نثار مہ و مہر و انجم کی تنویر ہے
لکھی کلکِ انور نے تاریخ طبع شفیع الامم کی یہ تصویر ہے
۱۳۳۸ھ

حضرت **جلیل**۔ عالیجناب نواب فصاحت جنگ بہادر۔ جلیل القدر استاذ السلطان

یہ نعت پاک کیا دلکش ہے دلجوئی دل آرا ہے سرور جان ہی نور قلب ہی آنکھوں کا تارا ہے
زہے مدحت طرازی زیورِ گلہائے مضموں سے عروسِ نظم کو فکرِ ولا نے کیا سنوارا ہے
یہ وہ اشعارِ رنگیں ہیں جنھیں پیش نظر رکھنا ریاضِ خلد کی ہے سیرِ حوروں کا نظارا ہے
یہ وہ آئینۂ جذبات ہے جس سے مصنف کا خلوصِ دل نمایاں ہے عقیدت آشکارا ہے
تعالی اللہ سراپا ہے یہ اُس نورِ مجسم کا جو رحمت کا ذریعہ ہے جو بخشش کا سہارا ہے
زبانِ حال سے نظمِ ولا کہتی ہے حضرت سے صلہ اسکا نگاہِ مرحمت کا اک اشارا ہے
جلیل اس حلیۂ منظوم کی تاریخ لکھ تو بھی سراپائے رسولِ پاک دیکھو کتنا پیارا ہے
۱۳۳۸ھ

جناب **سما**۔ عزیزی مولوی حبیب اللہ صاحب ناطق ابن مولوی احمد اللہ صاحب
مرحوم ناظم عدالت

ولا نے خوب لکھا یہ سراپا سراپا آئینہ ہے حسنِ مضمون
سما نے نور کی تاریخ لکھی ؎ سراپا نور تصویر ہمایون
۱۳۳۸ھ

حضرت شوکت - عالیجناب آقائی میر کاظم علی صاحب بلگرامی - شاگرد رشید حضرت امیر مینائی مغفور

آتا ہے سراپا مین نظر جلوۂ حور — ہے معجزہ نبی کا اس مین بھی ظہور
کیا نور کی تاریخ کہی شوکت نے — اعجاز سراپا ہے یہ تصویر نور
۱۳۳۸

حضرت عاصی - عالیجناب مولوی سید عبد الرزاق صاحب سشن جج جاگیرات عالیجناب نواب فخر الملک بہادر

یہ سراپا ہے شہ دو عالم کا — ہے فصیح و بلیغ و پر شوکت
یون تو اورون نے بھی کیا ہے نظم — لیکن اس مین والے کی جدت
اس سے اب مفتخر زبان ہوئی — عاصی اردو پہ آپکی ہے منت
ہے نئے طرز کا سراپا یہ — کیون نہ ہو شاعرونکو پھر حیرت
کیسی کیسی نئی ہین تشبیہین — اور مضامین کی ہے کیا رفعت
استعارہ ہر ایک تازہ ہے — اور دیکھو زبان کی قوت
فکر تاریخ تھی تو آئی ندا — کہ سراپا ہے آیت رحمت
۱۳۳۸

حضرت عشق - عالیجناب مولوی حبیب اللہ صاحب نائطی جاگیردار ضلع نلور صوبہ مدراس

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست — آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر بساز

اے ولاؔ آپ نے کیا خوب سراپا لکھا
واہ اس میں بھی نیا رنگ نرالا انداز

ہم نے دیکھے ہیں زمانے میں سراپے اکثر
درحقیقت یہ سراپا ہے سراپا ممتاز

چشم بد دور یہ تصویر نبی نورانی
بارک اللہ عجب نقش عجب ہے پرداز

ہو بہو عاشق و معشوق کی تصویر ہے یہ
ہے کہیں ناز و تعلّی تو کہیں عجز و نیاز

بندش و حسن مضامین کا بھلا کیا کہنا
ہے فصاحت میں بہم لطف بلاغت و ساز

سال تاریخ کی تھی فکر تو دل نے اے عشقؔ
کہدیا (نور کی تصویر) (سراپا اعجاز)
۱۳۳۸ھ

حضرت علّامی - عالیجناب مولوی فصیح الدین احمد خان صاحب ایچ۔ سی۔ ایس
معتمد سرکار عالی صیغہ مالگزاری

واہ کیا اچھا کیا یہ کام تم نے اے ولاؔ
اس سراپائے مقدس کی ہے شہرت دور دور

اسکو گر کہئے سراپا یہ سراپا نور ہے
یہ اگر تصویر ہے نقش پری تصویر حور

اک اک ان میں دکھا دونگا حضور شاہ سے
اے ولاؔ اس کا صلہ پا کر رہو گے تم ضرور

یوں تو اس دنیا میں کچھ کہی رہیگی اسکی قدر
پر جزا پاؤگے تم کچھ اور ہی یوم النشور

نور کی تاریخ علّامیؔ نے لکھی فی البدیہہ
واہ کیا اچھی کہی یہ دلربا تصویر نور
۱۳۳۸ھ

حضرت فاضل - عالیجناب مولوی سید غلام جبار صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت

یہ اعجاز ہے حلیۂ پاک میں
سراپا ہے تصویر نور نبی

کہا مین نے **فاضل** سراپا کا سال	قصیدے مین تصویرِ نورِ نبی ۱۳۳۸ھ

حضرت قادر - عالیجناب مولوی قادر حسین صاحب داروغہ فراشخانہ مبارک

خوب کھینچی عزیز جنگ نے خوب	سرورِ کائنات کی تصویر
اس سراپا کا سال ہے **قادر**	سورۂ نور کی ہوئی تفسیر ۱۳۳۸ھ

حضرت قاصد - عالیجناب مولوی فاضل ابوطیب محمد یحییٰ صاحب وکیل ہائیکورٹ

نورِ احمد کا یہ سراپا ہے	ہے ہر اک حرف سے عیان تنویر
کیون نہ چمکے یہ مصرعِ تاریخ	ہے یہ تصویرِ نورِ ماہ منیر ۱۳۳۸ھ

حضرت قیصر - عالیجناب مولوی سید ابوالحسن صاحب تعلقدار کورٹ آف وارڈس

حقیقت مین تصویر ہے نور کی	بڑہی اس سراپا سے توقیرِ نور
کتابی ہے چہرہ تو لب ہین ورق	لبون پر خطِ لب ہے تحریرِ نور
جبین پر کھینچی ہے تصویرِ پاک	وہ ابروے خمدار شمشیرِ نور
سراپا منور ہے چشمِ منیر	ہے نورٌ علیٰ نور تنویرِ نور
اسی نورِ عارض کا مصحف ہے نام	منور بنی خط سے تفسیرِ نور
اسی کی بدولت زمانے مین آج	مقدر سے چمکی ہے تقدیرِ نور
لکھی اسکی تاریخ **قیصر** نے خوب	سراپاے کامل وہ (تصویرِ نور) ۱۳۳۸ھ

حضرت **محمود**۔ عالیجناب مولوی سلطان محمود محی الدین صاحب نائطی وکیل ہائیکورٹ

یہ سراپاے رسول پاک ہے　　یا ہے لوح عرش کی تحریر نور
عرض کی **محمود** نے تاریخ طبع　　پاک و نورانی ہے یہ تصویر نور
۱۳۳۸ھ

حضرت **نیر**۔ عالیجناب مولوی نورالحسن صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔
یادگار حضرت محسن مرحوم

سراپا یہ بے مثل ہے اے ولا　　ہوئی جسکی شہرت بڑی دور دور
کہی فکر **نیر** نے تاریخ طبع　　کھنچی ہے یہ تصویر گلزار نور
۱۳۲۸ھ

حضرت **واقف**۔ عالیجناب مولوی حکیم امتیاز حسین صاحب ابوالعلائی
طبیب سلطانی

لکھا ہے سراپاے رسول اکرم　　کیا خوب کیا کام ولا نے کیا خوب
واقف سن فصلی مین کہو سال طبع　　ہے نور کی تصویر سراپا محبوب
۱۳۲۹ف

وفا۔ برخوردار مولوی رکن الدین احمد صاحب نائطی فرزند ولا تلمیذ حضرت اختر مینائی

رسول خدا کا سراپا ہے یہ　　ہوا اس کا شہرہ بہت دور دور
کوئی اس کو کہتا ہے نقش پری　　کوئی اسکو کہتا ہے تصویر حور
سمجھتا ہے کوئی اسے مہر و ماہ　　سمجھتا ہے کوئی تجلاے طور

وفا اپنی اپنی سمجھ اپنے ساتھ	کسی کا نہین اس مین کوئی قصور
کہا ہاتفِ غیب نے اس کا سال	سراپا ممیّز ہے تصویرِ نور ۱۳۳۸

حضرت ہاتف - عالیجناب مولوی - حاجی - حکیم - عاشق حسین صاحب ابوالعلائی

دِل نثارِ رخِ زیبائے رسولِ اکرم	جان فدائے قدِ رعنائے رسولِ اکرم
ہے وِلا والہ و شیدائے رسولِ اکرم	ہے وِلا محوِ تجلّائے رسولِ اکرم
یک بیک محفلِ عشاق مین بے پردہ ہوئی	دلمین پنہان تھی تمنّائے رسولِ اکرم
جب لکھا آپنے کاغذ ورقِ مہر بنا	حلیۂ حُسنِ دل آرائے رسولِ اکرم
اپنی آنکھون سے کلیجے سے لگا لیتا ہے	اسکو پاتا ہے جو شیدائے رسولِ اکرم
سنۂ طبع کرو عرض وِلا سے ہاتف	مرحبا نورِ سراپائے رسولِ اکرم ۱۳۳۸

ختم شد

دستخط مصنّف

تصحیح الاغلاط

نشان صفحہ	نشان سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۵	۱۳	او	باد
۳۹	۱۲ حاشیہ	تبسّم	متبسّم
۴۰	۴	آلہ	آلے
۴۹	۱۳	موتے	موتی
۵۰	۱۰	ہن	ہین
۶۲	۲	غنچۂ	غنچہ
۹۱	۱۳	قدرت	قدرتین

وست ۸۹۱۶/۱۳۱۶

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۸۹۱۶۴۳۱۲

ت - د

نواب عزیز جنگ بہادر

تصویر نو

[illegible]